رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ
۱۲
دسمبر ۲۰۰۰ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

قادیانی سازشوں کے سائے

رمضان المبارک کا نزولِ اجلال

پی ٹی وی کی دیدہ دلیری

سیکولرازم کا سرطان

رویتِ ہلال

رمضان، عیدین، حج

حجاج اور علماء کے نام کھلا خط

Design by: Shahzad Al-Kitab Graphics

ایک مخلص اور بہادر انسان

❂ پنجاب میں ایک صاحب ہمیں مل گئے ہیں۔ "سید عطاء اللہ شاہ" صاحبِ علم صاحبِ توفیق، صاحب صلاحیت، صاحب سواد اور خوب کام کرتے ہیں۔

❂ ہم عطاء اللہ شاہ کو اگر سب کاموں سے ہٹا کر صرف تردیدِ قادیانیت پر لگا دیں تو کیسا رہے گا؟

❂ یہ صاحب واقعی مخلص ہیں، بہت محنتی اور بہت زیادہ بہادر۔

❂ مولویوں کی طرح خواہش زر میں مبتلا ہیں اور نہ خواہش شہرت میں۔

بس! بے چارے محض اللہ کے لیے کام کئے جاتے ہیں۔

❂ ہم نے قادیانیت کے متعلق انہیں توجہ دلائی کہ یہ فتنۂ عظیم، صحیح اسلام کو جڑ سمیت اکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کر بیٹھا ہے۔ آپ کیوں نہ اس فتنہ کے خلاف کچھ کام کر گزریں۔ آپ کا وہ کام، دین میں آپ کے لئے نفع رساں ہو گا اور دنیا میں اس سے اہل دین کو فائدہ پہنچے گا۔ آپ کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، نتائج کے ذمہ دار نہیں۔

❂ دین کی قدریں بگڑ رہی ہیں۔ کفر چاروں طرف سے یلغار کر چکا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو اپنے لئے ایک امیر کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ میں اس کے لئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو منتخب کرتا ہوں۔ وہ صالح بھی ہیں اور بہادر بھی۔ (۱۹۳۰ء، لاہور)

❂ انہوں نے پنجاب میں چند تقریریں کر کے قادیانیت کے خلاف ایک عام جذبہ پیدا کر دیا۔ بڑوں سے جو کام نہ ہوا وہ اس غریب نے کر دکھایا۔

❂ آپ، عطاء اللہ شاہ صاحب سے ملئے وہ عجیب آدمی ہیں۔ (طلباء دورہ حدیث کو نصیحت)

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ

روایت: ابن الانوار محمد ازہر شاہ رحمہ اللہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۱ | شمارہ ۱۲ | قیمت ۱۵۔ روپے

دسمبر 2000ء
رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

بیاد
سید الاحرار
حضرت
امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبد اللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150۔ روپے

بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ٥ مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات:

امریکی انتخابات جمہوریت اپنے اصلی روپ میں ــــ مدیر ــــ ۳

قلم برداشتہ:

قادیانی سازشوں کے سائے ــــ محمد عمر فاروق ــــ ۴

دین و دانش:

رمضان المبارک کا نزولِ اجلال ــــ حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ ۶

عید الفطر صدقۃ الفطر ــــ حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ ۱۳

ہم بیس تراویح کیوں پڑھتے ہیں؟ ــــ پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی ــــ ۱۶

معارفِ ختمِ نبوت ــــ عطاء الرحمن اعوان ــــ ۲۵

افکار:

پی ٹی وی کی دیدہ دلیری ــــ محمد عمر فاروق ــــ ۲۹

بالاکوٹ سے فلسطین تک ــــ محمد عمر فاروق ــــ ۳۱

سیکولرازم کا سرطان ــــ عطاء اللہ صدیقی ــــ ۳۳

ذرائع ابلاغ اور اُن کی قومی ذمہ داریاں ــــ ڈاکٹر احمد علی سراج ــــ ۴۳

شاعری:

نعت (سید کاشف گیلانی) نظم، اصحابی کالنجوم (حافظ ظہور الحق ظہور) ماہ صیام (ظہور الحق ظہور) ماہِ صیام اللہ اللہ (ماہر کرنالی) ۴۵

تحقیق:

حجاج کرام، علماء اور اہل علم کے نام کھلا خط ــــ پروفیسر حمزہ نعیم ــــ ۴۷

اخبار الاحرار:

رہنمایانِ احرار کی تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں ــــ ۵۲

مکتوب برطانیہ: ــــ عبدالرحمن یعقوب باوا ــــ ۵۸

برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن نے پاکستانی پاسپورٹ کے درخواست فارم سے قادیانیت سے متعلق حلف نامہ کی شق حذف کر دی۔

ترحیم:

مسافرانِ آخرت ــــ ادارہ ــــ ۶۱

دل کی بات

امریکی انتخابات، جمہوریت اپنے اصلی روپ میں

گزشتہ مہینے امریکہ میں صدارتی انتخابات ہوئے، الگور اور بش میں معرکے کا رن پڑا، لیکن ابھی تک فیصلہ نہ ہوسکا، کون جیتا، کون ہارا؟ اخباری اطلاعات کے مطابق بُش کو جیت کا سرٹیفکیٹ ملنے کے باوجود کلنٹن اقتدار منتقل کرنے پر آمادہ نہیں۔

دنیا کو جمہوریت، انصاف، دیانت داری اور انسانی حقوق کے تحفظ کا درس دینے والے امریکہ نے ثابت کردیا ہے کہ جمہوریت اسی کا نام ہے۔ لبرل، بے بنیاد اور بے نسب قماش کے دانشور، سیاست دان اور صحافی کہتے تھے کہ امریکہ میں آئیڈیل جمہوریت ہے۔ ہم ملا لوگ کہتے تھے کہ جمہوریت سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ آزادئ فکر اور تحفظ حقوقِ انسانی کے نام پر انسانیت کا قتل ہے۔ یہ نہیں کہ امریکی انتخابات میں پہلی مرتبہ دھاندلی ہوئی ہے بلکہ دھاندلی تو جمہوریت کی بنیاد ہے۔ پہلے ہاتھوں سے دھاندلی ہوتی تھی، اب کمپیوٹر دھاندلی کرتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ دھاندلی تو وہ ہمیشہ کرتا آیا ہے لیکن پکڑا پہلی مرتبہ گیا ہے۔ اور جمہوریت اپنے اصلی روپ میں سامنے آگئی ہے۔ ریپبلکن ہوں یا ڈیموکریٹس، مسلمانوں کے دونوں دشمن ہیں۔ ایک یہودیوں کا نمائندہ ہے تو دوسرا عیسائیوں کا۔ جو لوگ امریکی سٹائل میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کو تو بش یا الگور سے ہمدردی ہوسکتی ہے، مسلمانوں کو نہیں۔ ہم ملا لوگوں کے لئے نبیٔ رحمت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ اور طرز حیات ہی معیار و حجت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ایمان والو! یہود و نصاریٰ سے دوستی مت لگاؤ"

یہود و نصاریٰ تم سے کبھی راضی نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تم ان کی ملت میں شامل ہوجاؤ۔"

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو" "یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو"

جمہوریت مشرکانہ اور غیر فطری سیاسی نظام ہے، اسلام کے مقابلے میں مستقل نظریۂ حیات ہے۔ ۵۳ برسوں میں جناب محمد علی جناح کی مسلم لیگ اور ان کے جانشینوں نے پاکستان میں جو جمہوری تجربے کیے ہیں ان کے نتائج بد آپ کے سامنے ہیں۔ الجزائر اور ترکی میں اسی امریکہ نے جس طرح انتخابات جیتتے ہوئے مسلمانوں کو اقتدار سے محروم کیا اور پاکستان میں نصف صدی سے جمہوریت کے نام پر جو ناٹک رچایا آج امریکہ خود اس کی زد میں ہے۔ عراق اور افغانستان کے نہتے مسلمانوں پر بمباری اور ان کا قتل عام، اسرائیل کا تحفظ اور بے گناہ فلسطینیوں پر یہودیوں کے مظالم اور ان کے قتل پر خاموشی، اقوامِ متحدہ جیسے جانبدار ادارے کا قیام اور دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کا غصب۔ یہ سب امریکی جمہوریت ہی کے نمونے ہیں۔

ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں جب امریکہ اپنے ہی بنائے ہوئے جمہوری نظام کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ اگر جہاد کی سنت اسی طرح جاری رہی تو اس کی برکت سے یورپ میں جلد اسلام کا سورج طلوع ہوگا۔ پاکستان کے حکمران اور سیاست دان عبرت حاصل کریں اور اپنی متاعِ عزیز اسلامی نظامِ حکومت کو نافذ کرکے اللہ سے بغاوت کے جرمِ عظیم کی معافی مانگیں۔

محمد عمر فاروق

قادیانی سازشوں کے سائے

دو اڑھائی ماہ پہلے بل کلنٹن کے دوست منصور اعجاز پاکستانی حکام سے سی ٹی بی ٹی، کشمیر اور افغان امور پر پاکستانی پالیسی کو امریکی پالیسی سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ملاقاتیں کر رہے تھے۔ اس وقت بھی بعض حلقوں نے منصور اعجاز کے قادیانی پس منظر کے حوالے سے ان کی اس تگ و دو کو قادیانیوں کے لندن پلان کا ایک حصہ قرار دیا تھا۔ کیونکہ لندن میں مقیم قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد ایک عرصہ سے اپنے پاکستان دشمن بیانات کے ذریعے جن منفی عزائم کے پورا ہونے کے ابلیسی الہامات سنا رہے ہیں وہ خدانخواستہ پاکستان کے امریکی ایجنڈے پر مکمل عمل در آمد ہی سے سچے ثابت ہو سکتے ہیں۔ حال ہی میں نارووال اور سرگودھا کے نواح میں قادیانیوں کی ہلاکتوں کے در پردہ بھی وہی اہداف ہیں جن کے حصول کے لیے قادیانی کمیونٹی روز اول ہی سے کوشاں ہے یعنی کہ دنیا کی نظروں میں مظلوم بننا، عالمی میڈیا کے ذریعے پاکستان میں اقلیتوں پر مظالم کا بے بنیاد پراپیگنڈہ کرنا اور اس کے فوائد و ثمرات سیاسی پناہ، غیر ملکی امداد اور عالمی کفر کی ہمدردی کی صورت میں سمیٹنا ہے۔ ملک کے دینی طبقات پہلے ہی سے موجودہ حکومت میں بعض این جی اوز کے قادیانی نواز نمائندوں اور احتسابی اداروں میں موجود قادیانیوں کی بے لگامی پر انگشت نمائی کرتے چلے آئے ہیں اور وہ مسلسل آگاہ کر رہے ہیں کہ ملک بھر میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں تشویشناک حد تک بڑھ گئی ہیں 1984ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد سے قادیانیوں نے سندھ کو مرکز بنالیا ہے۔ عمر کوٹ تھرپارکر سمیت سندھ کے حساس سرحدی علاقوں میں قادیانیوں کی تخریب کاریاں پاکستان کے لیے سیکورٹی رسک بن چکی ہیں۔

حال ہی میں برطانیہ کے دورہ سے واپس آنے والے مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا کہ لندن میں پاکستانی سفارتخانہ سے جاری ہونے والے پاسپورٹ کے اجراء کے لیے نئے فارموں سے مذہب کی وضاحت والی شق حذف کر دی گئی ہے اس سلسلہ میں برطانیہ کے مسلمان رہنماؤں نے متعلقہ حکام کو باقاعدہ ثبوت کے ساتھ تمام تفصیلات اور معلومات پیش کر کے اپنا احتجاج ریکارڈ کرا دیا ہے غور طلب امر یہ ہے کہ قادیانی گماشتے کیوں اتنے بااختیار ہو گئے ہیں کہ وہ حکومت میں موجود قادیانی نواز حکام کے ذریعے امت مسلمہ کے جذبات مجروح کرنے کے لیے طرح طرح کے احکامات جاری کرا رہے ہیں حالانکہ ملک میں امتناع قادیانیت آرڈیننس موجود ہے۔ لیکن قادیانی کھلم کھلا اسلامی شعائر کی توہین کر رہے ہیں آج کل مرزا طاہر احمد کی مرتبہ ایک کتاب پاکستان کے اکثر ہومیو پیتھک بک سٹالوں پر موجود ہے کتاب کا نام ہے "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" (جلد اوّل) کتاب پر رؤف بکڈپو اقصیٰ روڈ ربوہ کی مہر ثبت ہے۔ ہمیں یہ کتاب برادرم ڈاکٹر سہیل انور پاشا نے راولپنڈی کے ایک بک سٹال سے لا کر دی۔

کتاب بظاہر ہومیو پیتھک کا مٹیر یا میڈیکا ہے لیکن اس میں جی بھر کر اسلامی شعائر کے پرخچے اڑائے گئے ہیں۔ کتاب کے پہلے دو صفحات پر ہی مرزا بشیر الدین قادیانی کو "حضرت مصلح موعود" لکھ دیا گیا ہے جب کہ صفحہ 4 اور 550 پر مرزا غلام قادیانی کا حقیقی نام لکھنے کی بجائے "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام" لکھ کر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شخصیت کی نفی کر دی گئی ہے (العیاذ باللہ)

اس سے بھی بڑھ کر انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص سیدنا محمد کریم علیہ السلام کی وحی و رسالت کو نعوذ باللہ بازیچہ اطفال بنا کر رکھ دیا گیا کتاب کے صفحہ 217-216 پر حضرات انبیاء علیہم السلام اور جناب ختمی المرتبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت کو نعوذ باللہ مرزا قادیانی کے مرگی کے دورے کی علامات سے تشبیہ دے کر توہین انبیاء کا دیدہ دلیری سے ارتکاب کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آخر فوجی حکومت کے دور ہی میں کیوں اتنی بے خوفی اور بے لگامی سے توہین رسالت کے یہ اشتعال انگیز مظاہرے ہو رہے ہیں اور بعض حکومتی مشیروں اور چند این جی اوز فیم وزیروں کی سرپرستی میں امت محمدیہ کے اجماعی عقائد کے خلاف یہ شر انگیز کارروائیاں کیوں کی جا رہی ہیں قادیانیوں کے یہ سرپرست وہ لوگ ہیں، جنھوں نے قانونِ توہین رسالت میں ترمیم کرائی اور جب جناب پرویز مشرف نے حالات کی نزاکت اور مسئلہ کی سنگینی کے پیش نظر یہ ترمیم واپس لے کر اپنے مسلمان بھائیوں کے احساسات کا احترام کیا تو یہی بد خواہ عناصر پرویز مشرف کے اس مستحسن قدم کو پسپائی سے تعبیر کرنے لگے اور اب یہ ناکام ہو جانے والے طبقہ اپنے قادیانی سربراہ کے لندن پلان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پاک فوج کو دینی قوتوں سے متصادم کرانے کے درپے ہو گیا ہے تاکہ پاکستان اندرونی خلفشار اور انتشار کا شکار ہو اور قادیانی اکھنڈ بھارت منصوبہ کامیاب ہو جائے اور قادیانی حضرات اپنی جماعت کے سربراہ اوّل مرزا بشیر الدین محمود کی اکھنڈ بھارت کی پیش گوئی کی صداقت کا ڈھول دنیا بھر میں پیٹ سکیں چیف ایگزیکٹو جناب پرویز مشرف کو قادیانی تخریب پسندوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے کہ یہ وہی طبقہ خبیثہ ہے کہ جس نے قیام پاکستان سے پہلے جعلی نبوت کا ڈھونگ رچا کر امت مسلمہ کی اجتماعیت پر ضرب لگائی تھی کشمیر پر بھارت کا تسلط قائم کرایا افغانستان سے روزِ اوّل ہی سے پاکستان کے تعلقات بگاڑنے میں قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کا مکروہ کردار اب چھپی ڈھکی بات نہیں رہی اسی شخص مذکور کی سوچی سمجھی سازش کے تحت ہی پاکستان کی خارجہ پالیسی غلط بنیادوں پر استوار ہوئی اور نتیجہ کار پاکستان کو امریکہ کی جھولی میں ڈال دیا گیا سقوط ڈھاکہ میں بھی مسٹر ایم ایم احمد قادیانی کے ناپاک عزائم اکھنڈ بھارت کی تشکیل کے لیے ہی شامل تھے آج جب کہ اللہ کے کرم سے پاکستان اسلامی دنیا کی پہلی نیو کلیئر پاور بن چکا ہے وطن دشمن عناصر پھر گھناؤنی سازشوں کے تانے بانے بننے میں مصروف ہو گئے ہیں منصور اعجاز کے امریکہ بہادر سے لے کر پاکستانی تل ابیب ربوہ (اب چناب نگر) تک اسی شرمناک سازش کی مربوط کڑیاں ہیں جنھیں توڑ پھینکنا ملکی، قومی اور دینی فریضہ ہے۔

مرتب: ابن ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری

رمضان المبارک کا نزول اجلال

افادات: جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کریم کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں زندگی کی اس مختصر مہلت میں ایک بار پھر رمضان المبارک کی پاکیزہ گھڑیاں نصیب فرمائیں یہ بات ہر باشعور مسلمان جانتا ہے کہ روزہ دین اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے اور اس کی فرضیت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے اندر واضح احکامات بیان فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بڑی تفصیل اور تاکید موجود ہے۔ قرآن کریم میں جہاں روزہ کی اہمیت اور غرض و غایت بیان کی گئی ہے وہاں رمضان المبارک کے نزول اجلال کی حکمت بھی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کا نزول اجلال:

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینٰت من الهدیٰ والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه۔

یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا، وہ انسانوں کے لئے رہنما ہے، ہدایت کی روشن صداقتیں رکھتا ہے اور حق کو باطل سے علیحدہ کردینے والا ہے۔ پس جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس میں روزہ رکھے۔۔۔۔۔۔ قرآن کریم میں بیان کردہ مندرجہ بالا تعارفی حکم کے بعد اللہ جل شانہ نے بات ختم نہیں فرمادی بلکہ روزہ کی اہمیت کے بعد اس کا مقصد بھی واضح فرمادیا اور وہ کیا ہے؟

روزہ کا مقصد!

یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو۔

رمضان المبارک کی فضیلت اور روزوں کا اجر و ثواب:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں رمضان اور روزہ کے بے شمار فضائل اور اجر و ثواب کی بشارتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں جن سے ان ایام کے فضائل کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپ نے فرمایا:

لوگو! تم پر ایک عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہورہا ہے، اس مبارک مہینہ کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس مہینہ کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے کو نفل عبادت مقرر کیا ہے، جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے

اور یہی مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کریم یہ ثواب اس شخص کو بھی عطاء فرمائیں گے جو دودھ کی تھوڑی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب فرمائیں گے جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ تاآنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا!

اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی دے گا۔ (شعب الایمان، البیہقی)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان یا جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۲) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازہ کا نام "ریان" ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے ایمان اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جائیں گے اور کبیرہ گناہوں کی معافی کی بھی امید ہے اور جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا (عبادت کی) ایمان اور ثواب حاصل کرنے کے لئے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے لیلۃ القدر میں عبادت کی تو اس کے اگلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے (بخاری و مسلم)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پروردگار عالم جل مجدہ آدمی کے ہر نیک عمل کے ثواب کو دس گنا سے ساٹھ سو گنا تک بڑھاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "مگر روزہ جو خاص میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔" کیونکہ وہ اپنی خواہشات اور کھانا میرے ہی خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب کے دیدار کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ نفیس اور پاکیزہ ہے۔

روزہ ڈھال ہے، یعنی دنیا میں گناہوں کے لئے اور آخرت میں دوزخ کے لئے اور جس روز تم میں سے کسی کا روزہ ہو نہ تو فحش کلام کہے نہ اونچی آواز سے بیہودہ چلّائے۔ پھر اگر اس کو کوئی گالی دے یا برا کہے یا اس سے جھگڑے تو کہہ دے کہ بھائی میں تو روزہ دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر شب بہت سے دوزخیوں کو آزادی عطاء فرماتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، امام احمد)

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں ایک رات ایسی

ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس سے محروم کر دیا گیا گویا وہ تمام نیکیوں سے محروم کر دیا گیا۔ اس کی نیکی سے بے نصیب ہی محروم رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت میں روزہ اور قرآن اللہ کے پاس بندے کی سفارش کریں گے روزہ کہے گا میرے رب میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشات سے روکا تھا اس لئے میری سفارش قبول فرما۔ تب ان دونوں کی سفارش قبول فرمالی جائے گی۔

(۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت رمضان کے لیے سال کی ابتداء سے دوسرے سال آنے تک آراستہ کی جاتی ہے۔ پھر رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حوروں پر ایک ہوا چلتی ہے۔ اس وقت حوریں کہتی ہیں اے اللہ اپنے بندوں کو ہمارا شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے۔ (بیہقی)

روزے کی حکمت اور اس کے فوائد:

جب کوئی شخص کوئی مشین ایجاد کرتا ہے تو اس کو درست رکھنے اور صحیح طریقے پر کام دینے کے لئے ہمیشہ اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مشین بگڑ کر اور بیکار ہو کر گڑھے میں پھینکنے کے قابل ہو جائے۔ اسی طرح انسانی مشین بھی اللہ پاک کی بنائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس انسانی مشین (بندوں) کو بہتر حالت میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے پروردگار عالم نے اس مشین کے درست رکھنے اور چلانے کے لئے بڑے بڑے ماہر انجینئر (رسولوں) کو بھیجا۔ جنہوں نے اس مشین کی اصلاح کے لئے تہذیب وادب کی تعلیم اور خواہشات نفسانی سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ کیونکہ زیادہ کھانے سے خواہشات نفسانی اور شہوت کو ترقی ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ گناہ، برائی اور بے حیائی ہے۔ جس سے انسان کی دنیا وآخرت کی زندگی تباہ و برباد ہو کر آگ میں جلانے کے قابل ہو جاتی ہے جس طرح ایک گندی اور ٹوٹی پھوٹی چیز گھورے بھٹی میں ڈال کر جلادی جاتی ہے اور کم کھانے اور خواہشات نفسانی میں میانہ روی سے پرہیزگاری حاصل ہوتی ہے جس کی طرف پروردگار عالم نے اشارہ فرمایا ہے۔ **لعلکم تتقون** ۔ یعنی روزہ رکھو تاکہ روزہ سے تمہیں پرہیزگاری حاصل ہو۔ اس لئے کہ روزہ ان خواہشات کو جن سے گناہ صادر ہوتے ہیں یعنی شکم اور فرج کی شہوت کو توڑتا ہے اور انسان کو پرہیزگار بنا دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں قوت روحانی ترقی پا کر مقامات عالیہ (بلند ترین درجوں) تک پہنچ کر عالم قدس میں اپنا مستقر (ٹھکانہ) بنالیتی ہے۔ جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ روزہ دار "باب ریان" سے جنت میں داخل ہوں گے اور چونکہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میانہ رو پیدا کی گئی ہے وہ نہ تو نفس پرستی میں زیادتی کرتی ہے جس کی وجہ سے حیوانیت کی پستی میں گر کر چوپایوں میں شمار کی جائے اور مراتب روحانیت سے محروم رہ جائے اور نہ کھانا ترک کرتی ہے جس کی وجہ سے ان کے جسم کمزور اور حقیر ہو جائیں۔ جو نہ دین کے کام کے رہیں اور نہ دنیا کے۔ جیسے جینیوں اور ہندوؤں میں ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں۔

اسی لئے پروردگار عالم نے اس امت کے لئے ماہ رمضان کے گنتی کے روزے مقرر فرمائے تاکہ یہ لوگ دونوں قوتوں یعنی قوت جسمانی اور ریاضت نفسی (قوت روحانی) سے محروم نہ رہیں۔ اسی قسم کی امت مشرق اور مغرب کی لگام اپنے ہاتھ میں لے کر غیر اقوام کو فلاح اور بہتری کی طرف لے جاسکتی ہے۔

روزہ میں صبر اور برداشت کی عادت ہو جاتی ہے۔ ریگستانی سفر یا بیابانی سفر یا دریائی سفر میں اگر اتفاق سے غذا پانی میسر نہ آیا تو روزہ کا عادی ایک حد تک اس فاقہ کو برداشت کر سکتا ہے اس کے برعکس زیادہ کھانے والے بغیر پیٹ بھرے کے فاقہ برداشت نہ کر کے تھوڑے عرصہ میں ہی موت کے گھاٹ میں پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح لڑائی اور جنگوں میں روزہ کا عادی بھوک پیاس برداشت کر سکتا ہے۔ روزہ بلغمی امراض اور رطوبات فاسدہ کو جسم سے زائل کر دیتا ہے۔ آج کل امریکی اور یورپ کے ڈاکٹر خاص خاص امراض میں جیسے پیشاب میں شکر کے آنے اور معدہ کے زخم کے مندمل ہونے اور زائل شدہ قوت کے واپس آنے کے لئے خاص خاص ترکیبوں کے ساتھ چالیس اور پچاس یوم کے درمیان مریض کو روزہ رکھاتے ہیں۔

یاد رکھیے! رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل، بالغ پر فرض ہیں، ان کی فرضیت سے انکار کرنے والا کافر اور بلاعذر چھوڑنے والا سخت گنہگار اور فاسق ہے۔ نابالغ پر روزہ فرض نہیں، مگر عادت ڈالنے کے لئے بالغ ہونے سے پہلے ہی اسے ترغیب و حکمت کے ساتھ روزہ رکھوانے اور نماز پڑھوانے کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ بچہ سات برس کا ہو جائے تو نماز پڑھنے کا اسے حکم دو اور اگر دس برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بے شک اسے مار پیٹ بھی کرو تاکہ وہ نماز کی اہمیت و فرضیت کو سمجھ سکے۔ اسی طرح جب نابالغ بچے کو روزہ کی طاقت ہو جائے تو جس قدر وہ روزے رکھ سکتا ہے رکھوانا چاہیے۔

روزہ کی نیت:

نیت کہتے ہیں دل کے قصد و ارادہ کو، زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے، روزہ کے لئے نیت شرط ہے۔ اگر روزہ کا ارادہ نہ کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں، تو روزہ نہ ہوگا۔

مسئلہ:

رمضان کے روزے کی نیت رات سے کر لینا بہتر ہے اور رات کو نہ کی ہو تو دن کو بھی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک کر سکتا ہے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

(۱) کان اور ناک میں دوا ڈالنا۔ (۲) قصداً منہ بھر قے کرنا (۳) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا (۴) عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہو جانا۔ (۵) کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادۃً کھائی نہیں جاتی جیسے لکڑی، لوہا، کچا گیہوں کا دانہ وغیرہ (۶) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا۔ (۷) بھول کر کھا پی لیا اور یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھا پی لیا۔ (۸) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی۔ (۹) دن باقی تھا مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا۔

تنبیہ:

ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ نہیں آتا۔

(۱۰) جان بوجھ کر بغیر بھولنے کے بیوی سے صحبت کرنا یا کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جس سے قضا بھی لازم ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور جہاں غلام نہیں ملتے یا اس کے خریدنے پر قدرت نہیں وہاں ساٹھ روزے متواتر رکھے۔ بیچ میں ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنا پڑیں گے اور اگر روزہ کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے:

(۱) بلاضرورت کسی چیز کو چبانا، نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا۔ (۲) تمام دن حالت جنابت میں یعنی بغیر غسل کئے کی حالت میں رہنا۔ (۳) فصد کرانا، کسی مریض کے لئے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے۔ (۴) غیبت یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا خود بھی حرام ہے اور روزہ اس سے سخت مکروہ ہو جاتا ہے۔ (۵) روزہ میں لڑنا جھگڑنا گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بے جان چیز کو ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا:

(۱) مسواک (۲) سر یا مونچھوں پر تیل لگانا۔ (۳) آنکھ میں دوا یا سرمہ ڈالنا۔ (۴) خوشبو سونگھنا۔ (۵) گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا۔ (۶) کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔ (۷) بھول کر کھانا پینا۔ (۸) حلق میں بلا اختیار دھواں یا گرد و غبار یا مکھی وغیرہ چلا جانا۔ (۹) کان میں پانی ڈالنا یا بلا قصد چلے جانا۔ (۱۰) خود بخود قے آجانا (۱۱) سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہو جانا (۱۲) دانتوں میں خون نکلے مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔

وہ عذر جن سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے:

(۱) بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو یا مرض بڑھنے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بعد رمضان اس کی قضا لازم ہے۔ (۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے اور پھر قضا کرے۔ (۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو اس کے لئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر اگر کچھ تکلیف و دقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو دشواری یا تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔ (۵) بحالت روزہ سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آگیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے اور اگر ابھی کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ وطن میں ایسے وقت واپس آگیا جب کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کرے۔ (۶) کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے لئے توڑ دینا جائز ہے۔ (۷) کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے البتہ پھر اس کی قضا لازم ہو گی۔ (۸) عورت کے لئے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے (یعنی نفاس) اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں، افطار کرے اور بعد میں قضا کرے۔ بیمار، مسافر، حیض و نفاس والی عورت جن کے لئے رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔

روزہ کی قضاء:

(۱) کسی عذر سے روزہ قضا ہو گیا۔ تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیے۔ زندگی اور طاقت کا بھروسہ نہیں، قضا روزوں میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے۔ (۲) اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہونے کے بعد اتنا وقت نہ پائے جس میں قضا شدہ روزے ادا کرے۔ تو قضا اس کے ذمہ لازم نہیں۔ سفر سے لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد جتنے دن ملیں اتنے ہی کی قضا لازم ہو گی۔

سحری:

روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون اور باعث برکت و ثواب ہے۔ نصف شب کے بعد جس وقت بھی کھائیں سحری

کی سنت ادا ہو جائے گی۔ لیکن بالکل آخر شب میں کھانا افضل ہے۔ اگر مؤذن نے صبح سے پہلے اذان دے دی تو سحری کھانے کی ممانعت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے سحری سے فارغ ہو کر روزہ کی نیت دل میں کر لینا کافی ہے۔ اور زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے

و بصوم غد نویت من شهر رمضان

افطاری:

آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے۔ ہاں جب ابر وغیرہ کی وجہ سے اشتباہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے۔ اور تین منٹ کی احتیاط بہرحال کرنا چاہیے۔ کھجور اور خرما سے افطار کرنا افضل ہے۔ اور کسی دوسری چیز سے افطار کریں تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں افطار کے بعد یہ دعا مسنون ہے۔

اللهم باسمک صمت وعلیٰ رزقک افطرت ذهب الظمأ وابتلت العرق وثبت الاجر انشاء الله

تراویح:

(۱) رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے محلہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور کوئی شخص علیحدہ گھر میں اپنی تراویح پڑھ لے تو سنت ادا ہو جائے گی لیکن مسجد اور جماعت کے ثواب سے محرومی بہرحال رہے گی اور اگر محلہ ہی میں جماعت نہ ہوئی تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔ (۳) تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا بھی سنت ہے، کسی جگہ حافظ قرآن سنانے والا نہ ملے یا ملے مگر سنانے پر اجرت و معاوضہ طلب کرے تو الم ترکیف سے دس سورتیں یاد کر کے نماز تراویح ادا کریں، اجرت دے کر قرآن نہ سنیں کہ قرآن سنانے پر اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔ (۴) اگر ایک حافظ ایک مسجد میں بیس رکعت تراویح پڑھ چکا ہے اس کو دوسری مسجد میں تراویح پڑھنا درست نہیں۔ (۵) جس شخص کی دو چار رکعتیں تراویح کی رہ گئی ہوں تو جب امام وتر کی جماعت کرا دے اس کو بھی جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے اپنی باقی ماندہ تراویح بعد میں پوری کرے۔ (۶) قرآن کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں۔ بڑا گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہو گا نہ مقتدی کو۔ (۷) جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔

اعتکاف:

(۱) اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے جو مسجد میں پوری نہ ہو سکیں (جیسے پیشاب پاخانہ کی ضرورت یا غسل واجب اور وضو کی ضرورت) مسجد سے باہر نہ جانا۔ (۲) رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی اگر بڑے شہروں کے محلہ میں اور دیہات کی پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے۔ اور کوئی ایک بھی محلہ میں اعتکاف کرے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔ (۳) خاموش رہنا اعتکاف میں بالکل ضروری نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ البتہ نیک کلام کرنا اور لڑائی جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔ (۴) اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں نماز، تلاوت یا دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔ (۵) جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا تو نماز جمعہ کے لئے اندازہ کر کے ایسے وقت مسجد سے نکلے جس میں وہاں پہنچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے۔ اگر کچھ زیادہ دیر جامع مسجد میں لگ جائے جب بھی اعتکاف میں خلل نہیں آتا۔ (۶) اگر بلا ضرورت طبعی و شرعی ایک منٹ کو بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا

رہے گا۔ خواہ عمداً نکلے یا بھول کر اس صورت میں اعتکاف کی قضا کرنا چاہیے۔ (۷) اگر آخر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آجائے تب اعتکاف سے باہر ہو۔ (۸) غسل جمعہ یا محض ٹھنڈک کے لئے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کو جائز نہیں۔

شب قدر:

چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے چھوٹی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک رات ایسی مقرر فرما دی ہے جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کو پوشیدہ رکھا تا کہ لوگ اس کو تلاش کرنے میں کوشش کریں۔ اور ثواب بے حساب پائیں۔ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ یعنی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں شب، اور ۲۷ ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔ ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہیے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگے اور نفل نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہو سکے تو عشا اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں آجاتا ہے۔ ان راتوں کو جلسوں تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی میں داخل ہے۔ تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

شبِ قدر کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کون سی ہے تو (اس رات) میں کیا دعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دعا میں) یوں کہنا

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند فرماتا ہے لہذا مجھے معاف کر دے۔

رمضان میں سخاوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا آغاز ہوتا تھا تو نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے اور ہر سائل کو عطاء فرماتے تھے۔ (بیہقی فی الشعب) مطلب یہ ہے کہ آپ یونہی کسی سائل کو محروم نہ فرماتے تھے مگر رمضان المبارک میں اس کا اہتمام مزید ہوتا تھا۔

اللہ کریم ہمیں احترام رمضان اور احکام رمضان پر بیش از بیش عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین۔

(مطبوعہ ماہنامہ الاحرار لاہور۔ اشاعت: دسمبر ۲۰۰۰ء)

حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ   مرتب سید محمد کفیل بخاری

عید الفطر ۔ صدقۃ الفطر

(فضائل، احکام، مسائل)

تمہید:

عید الفطر بھی دیگر عبادات و امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دور رس اخلاقی نصاب ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے، جسے دنیا داروں کے معمولات کے بالعکس اللہ تعالیٰ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدر ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی فوقیت و عظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب و محبوب شئے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرۃً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری و عزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ اور پاک کن مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادات و ریاضت خوش اسلوبی سے مکمل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرۂ مسرت و تفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفہ عبودیت:

اپنی عزت و وجاہت کے لئے نہیں بلکہ حصول اجر و ثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور "فطر" کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا، تو صدقۃ الفطر کا مطلب ہوا۔ ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا "ہدیہ تشکر"

ہر چھوٹا بڑے کے لئے اور ہر ممنون اپنے محسن و مربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض اور موجب سعادت اور باعث خیر و برکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح فرمابردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم و کریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت و ریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور فرحت کے لئے جبہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء و مساکین کا معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالت عجز و احتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے۔ ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرۃً اور قانوناً مامور و مجبور ہو جاتی ہے یہ حاصل ہے صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کے اداء و تکمیل کا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں تازندگی اس روحانی فصل بہار سے دل و دماغ اور جسم و جان کے لئے کسب فیض و نور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً .... آمین۔! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکواۃ اور صدقات واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد

روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنی وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکواۃ کی طرح عید الفطر کے دن نماز فجر کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکواۃ کی طرح سال گذرا ہوا ہونا ضروری نہیں۔

صدقہ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنی بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے لونڈی غلام اور نوکر اور خادمہ وغیرہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنے صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ و زکواۃ وغیرہ ادا کر دینا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے از خود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ "صدقہ نفلیہ" بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت و حیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت و حیثیت بھی مستقل ہے۔ لہذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ ادا نہیں ہو گا بلکہ اسے بہر حال اپنی زکواۃ عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہگار ہو گی۔

صدقہ فطر میں پونے دو سیر گندم (احتیاطاً دو سیر) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین سیر جو (احتیاطاً چار سیر) یا جو کا آٹا اور ستو یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔ فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تاکہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نماز عید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق...... غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی ان میں سے کسی کو صدقہ فطر اور زکواۃ دینا جائز نہیں ایسے ہی شوہر بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دیگر محتاج و مسکین عزیز و اقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی، سوتیلے ماں، باپ۔ حقیقی چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی، ماموں، ممانی، خالو، خالہ، حقیقی بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، اپنے سسر، ساس، سالہ، سالی اور بہنوئی سب کو زکواۃ عشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکواۃ و عشر دینا جائز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق "تمام صدقات، محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے حلال نہیں۔" سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں۔ (۱) آلِ علی (۲) آلِ عباس (۳) آلِ جعفر (۴) آلِ عقیل (۵) آلِ حارث

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبد المطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) حسب استطاعت کپڑے پہننا، (۵) خوشبو لگانا، (۶) صبح کو جلدی اٹھنا، (۷) عید گاہ میں جلدی جانا (۸) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے۔) (۹) نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا (بے عذر شرعی شہر کی مسجد میں پڑھنا) (۱۱) ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۲) عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔ (سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا۔

نماز عید کے احکام:

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے، نہ اقامت۔ یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:

دو رکعت نماز عید واجب مع چھے تکبیرات زائدہ کی نیت کر کے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللھم آخر تک پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت پوری کرے گا۔

دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کر لیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کر لیں۔ بعد از نماز حسب دستور دعا بھی مانگ لیں۔

خطبات عید:

نماز کے بعد عید کے دو خطبات سنت ہیں۔ انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے

جبری معانقہ و مصافحہ:

خطبہ کے بعد امام کو مصلی سے ہٹ کر ایک طرف ہو جانا چاہیے تاکہ لوگ آسانی سے منتشر ہو جائیں اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ و مصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلاف سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

از پروفیسر خواجہ ابو الکلام صدیقی

ہم نماز تراویح بیس رکعت کیوں پڑھتے ہیں؟

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام سنت بنایا ہے۔ (نسائی، کتاب الصیام باب ثواب من قیام رمضان) جو شخص اعتقاد اور اجرو ثواب کی امید کی حالت میں قیام کرے گا۔ اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری کتاب الصوم، باب فصل من قیام رمضان) خود رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے یہ نماز مسجد میں باجماعت تیسویں شب کو تہائی رات تک پچیسویں شب کو نصف رات تک اور ستائیسویں شب کو سحری کا وقت ختم ہونے کے قریب تک (ترمذی، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان) کل تین رات ادا فرمائی، اگلی رات مجمع کی کثرت کے باوجود صبح کی نماز سے پہلے باہر تشریف نہ لائے، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: تمہارا موجود ہونا مجھے معلوم تھا مگر میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے نباہ نہ سکو (بخاری، باب فصل من قیام رمضان) اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا باجماعت اہتمام بند کر دیا مگر لوگوں سے فرمایا: پس تم پڑھتے رہو (مشکوۃ، باب قیام شہر رمضان الفصل الاول) اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے طور پر اکیلے اکیلے یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی شکل میں یہ نماز ادا کرنے لگے، ایک رات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو قرآن مجید یاد نہیں وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں یہ نماز ادا کر رہے ہیں۔ تو خوش ہو کر فرمایا: انہوں نے بہت ہی اچھا اور درست کام کیا (آثار السنن از محدث نیموی باب فی جماعۃ التراویح)۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پورا دور اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابتدائی دور میں اعتقادی فتنوں کی سر کوبی میں گزر گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ امر مانع (یعنی فرضیت کا امکان) باقی نہ رہنے کی وجہ سے مسجد میں دوبارہ اس کی جماعت کا باقاعدہ اہتمام شروع فرما دیا اور اپنے اس عمل کو نعم البدعۃ (اچھی بدعت) کہا، اس کی امامت کے لئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا (بخاری، باب فصل من قیام رمضان) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس رکعت اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے (فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۲۲، ص ۲۷۲ مطبوعہ ریاض)

شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہر ایسے کام کو کہتے ہیں جس کا اصل شریعت میں موجود نہ ہو جبکہ نماز تراویح اور اس کی جماعت دونوں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ گر بالفرض ایسا نہ بھی ہوتا اور اسے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شروع فرمایا ہوتا تو بھی اسے اصطلاحی معنی میں بدعت نہیں کہا جاسکتا تھا۔ کیونکہ ایک تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے۔ اور خلیفہ راشد کا عمل بدعت نہیں سنت کہلاتا ہے (مشکوۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی) دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالی نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا (ترمذی، مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) تیسرے یہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کا حکم فرمایا (ترمذی، مناقب ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ) چوتھے یہ کہ سنت اور بدعت کی حقیقی پہچان رکھنے والی مقدس جماعت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے کسی انکار و اعتراض کے

بغیر قبول فرما لیا پانچویں یہ کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے نعم یعنی ایسا مستحسن کام کہا جو اپنے اندر بھلائیاں ہی بھلائیاں لئے ہوئے ہو، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسے بدعت کہنا اصطلاحی معنی میں نہیں بلکہ لغوی معنی الامر البدیع یعنی نہایت عمدہ کام) میں تھا۔

ایسا کام جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو اور اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت اور تعلق قائم رکھنے کے لئے کیا جائے سنت کہلاتا ہے۔ اور سنت دو قسم کی ہوتی ہے ایک عصر اور ایک عشا کی طرح (استحبابی یا غیر موکدہ یعنی) ایسی سنت جس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمیشگی ثابت نہ ہو، اس کا کرنا ضروری تو نہیں ہوتا مگر کرنے پر اجرو ثواب بہت ہے اور دوسری فجر، ظہر اور مغرب وغیرہ کی سنتوں کی طرح (تاکیدی یا موکدہ یعنی) ایسی سنت جس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمیشگی ثابت ہو، اس کا چھوڑ دینا انتہائی محرومی اور بد نصیبی کی بات ہے، نماز تراویح کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت فرمایا اور بیس رکعت کی صورت میں اس باجماعت اہتمام پر ہمیشگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ خلفاء راشدین سے ثابت ہے۔ اس لئے یہ سنت استحبابی نہیں بلکہ سنت تاکیدی ہے۔ اور اسے کسی شرعی عذر یا مجبوری کے بغیر چھوڑ دینا یا بیس سے کم رکعتوں کی صورت میں پڑھنا باعث ملامت بھی ہے۔ اور اجر و ثواب سے محرومی بھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت ادا فرمایا کرتے تھے (اعلاء السنن از محدث ظفر احمد عثمانی، جز ۷ ص ۱ ۷ بحوالہ ابن ابی شیبہ السنن الکبریٰ از محدث بیہقی ج ۲، ص ۴۹۶)

(i) اس حدیث کی سند میں اوپر سے چوتھے نمبر پر ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے۔ جس کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا گیا ہے۔ مگر یہ راوی ایسا ضعیف بھی نہیں کہ اس کی روایت کو بے اصل یا یکسر ناقابل قبول قرار دے دیا جائے (اعلاء السنن جز ۷ ص ۱ ۷)۔ (ii) اس روایت کے مقابلے میں کوئی ایسی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں نماز تراویح کی رکعتوں کی واضح تعداد بیان کی گئی ہو۔ (iii) یہ حدیث غیر فرض و غیر واجب عبادات سے متعلق ہے۔ اور ایسی عبادات میں ضعیف سند کی حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم از محدث شبیر احمد عثمانی ج ۲، ص ۳۲۰)۔ (iv) جس حدیث پر علماء امت نے عمل کیا ہو یا اسے قابل عمل قرار دیا ہو سند کی کمزوری کے باوجود عمل کے لحاظ سے وہ حدیث ضعیف نہیں رہتی کیونکہ سند کا ضعف متن کا صحیح ہونا غیر یقینی بنا دیتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائیں گے (مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی) کے مطابق علماء امت کا تعامل اسے صحیح اور یقینی بنا دیتا ہے۔ (v) بیس رکعت تراویح ایسا مسئلہ ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر آج تک علماء امت کے تعامل، تواتر اور توارث کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس میں حدیث کا صحیح ہونا تو درکنار حدیث کا موجود ہونا بھی ضروری نہیں (آپ کے مسائل اور ان کا حل از محمد یوسف لدھیانوی ج ۳، ص ۳۴)۔ (vi) یہ حدیث سنداً ضعیف راوی سے بعد کے لوگوں کے لئے تو ضعیف ہو گی مگر اس سے پہلے لوگوں کے لئے ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہو گی، اس راوی سے پہلے لوگوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین کا عمل اس کے مطابق یعنی

بیس رکعت تراویح کا تھا۔ اس لئے اس عملی تائید کی وجہ سے یہ حدیث اس ضعیف راوی سے بعد والے لوگوں کے لئے بھی عمل کے لحاظ سے ضعیف نہیں رہے گی۔ بلکہ صحیح سند کی حدیث سے بھی زیادہ قابلِ عمل ہو جائے گی۔ (vii) اس ضعیف راوی کی وجہ سے اس حدیث کو ناقابل عمل قرار دینے والے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی دلیل میں سنن ابن ماجہ کی جو حدیث پیش کرتے ہیں۔ (صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم از حکیم محمد صادق سیالکوٹی ص ۴۳۴) اس کی سند میں یہی راوی یعنی ابراہیم بن عثمان موجود ہے۔ (ابن ماجہ باب ماجاء فی القراءۃ علی الجنازہ)

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

مگر فرق یہ ہے کہ ہم نے اس راوی کی حدیث غیر فرض عبادت میں، انہوں نے فرض عبادت میں۔ ہم نے فضائل میں، انہوں نے مسائل میں، ہم نے خیر القرون اور بعد کے علماء امت کے تامل کی وجہ سے، انہوں نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی تائید نہ ہونے کے باوجود، ہم نے اس کے مقابلے میں صحیح حدیث مروی نہ ہونے کی وجہ سے، انہوں نے اس کے برعکس عمل کی احادیث کی موجودگی کے باوجود، پیش کی ہے۔ پھر یہ کہ ہماری بیان کردہ حدیث کا مفہوم واضح ہے جبکہ ان کی پیش کردہ حدیث کے مفہوم میں محدثین و فقہا میں اختلاف ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ثنا کے طور پر ہے۔ یا قراءت کی حیثیت سے؟ کیونکہ اگر ثنا کے طور پر ہے۔ پھر تو دعا کی ترتیب کے اصول یعنی پہلے ثنا پھر درود شریف اور پھر کلمات دعا سے مطابقت قائم رہتی ہے۔ اور اگر قراءت کی حیثیت سے ہے تو پھر جب نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے تو نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا ہر ایک کے لئے خود پڑھنا لازمی سمجھنے والوں کے لئے چار بار کی بجائے صرف ایک بار پڑھنا کیسے کافی ہو گیا؟

آٹھ رکعت کا دعویٰ کرنے والوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائیں (صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۸۱)

(i) بیس کی روایت میں مستقل معمول اور آٹھ کی روایت میں ایک بار کا عمل بیان کیا گیا ہے ایک بار کے عمل پر مستقل معمول کی ترجیح واضح ہے۔ (ii) آٹھ رکعت کی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے جب کہ بیس رکعت کی روایت میں پڑھانے کا نہیں پڑھنے کا ذکر ہے جو بعد کا واقعہ ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی (تذکرۃ الحفاظ اردو، جلد ۱، ص ۵۳) انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات قریب سے دیکھنے کا موقع سات ہجری کے بعد ملا جب ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا، ظاہر ہے کہ بعد کے عمل کو پہلے عمل پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ (iii) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں بیس رکعت باجماعت نماز تراویح کا اہتمام چودہ ہجری میں شروع کیا۔ آٹھ رکعت کی حدیث کے راوی یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں اٹھتر (۷۸) ہجری میں ہوا (تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۵۵) آپ مدینہ منورہ کے مفتی تھے، آپ کے شہر میں آپ کی موجودگی چونسٹھ سال تک نماز تراویح باجماعت بیس

رکعت ادا کی جاتی رہی۔ مگر اس حدیث کے حوالے سے آپ سے کوئی انکار یا اعتراض مروی نہیں۔ (iv) یہ روایت سنداً بھی انتہائی کمزور ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے اکیلے راوی عیسیٰ بن جاریہ کو امام نسائی نے منکر الحدیث اور متروک (میزان الاعتدال از محدث ذہبی جلد ۳ ص ۳۱۱) امام ابو داؤد نے منکر الحدیث (آثار السنن مکتبہ امدادیہ ص ۲۴۹) امام یحییٰ بن معین سمیت متعدد ماہرین حدیث نے ضعیف کہا ہے (احسن الفتاوی مفتی رشید احمد ج ۳، ص ۵۱۳-۵۱۳) (v) عیسیٰ بن جاریہ سے اس حدیث کو روایت کرنے والے اکیلے راوی یعقوب بن عبداللہ قمی کو امام دار قطنی نے غیر قوی یعنی ضعیف راوی شمار کیا ہے (میزان الاعتدال ج ۴، ص ۴۵۲) (vi) صحیح سند کی ایسی حدیث جس کا متن، علماء امت بالخصوص خیر القرون میں معمول کی حیثیت نہ رکھتا ہو قابل عمل ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی کجا یہ کہ ایسی روایت کو جس کی سند میں بعد کا کوئی ایک راوی نہیں بلکہ صحابی رضی اللہ عنہ کے بعد یکے بعد دیگرے دو راوی ناقابل اعتبار ہوں بطور دلیل کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟ (vii) ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے اور عبادت کی اصل قلت سے کثرت ہے فرض نمازیں دو سے پانچ ہوئیں اور چار رکعتیں پہلے دو تھیں، روزے دنوں کے تھے پھر ایک مہینے کے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے (سات ہجری میں) عمرہ فرمایا اور پھر (دس ہجری میں) حج فرمایا، بیس رکعتوں میں کثرت اور آٹھ میں قلت ہے اگر آٹھ رکعتیں ثابت بھی ہو جائیں تو بھی یہ پہلا عمل ہوگا۔ اور بیس رکعتوں کو آخری عمل ہونے کی حیثیت سے ترجیح دی جائے گی، دوسرے یہ کہ رمضان المبارک میں ہر عمل کا اجر ستر گنا ہو جاتا ہے (مشکوٰۃ، کتاب الصوم، الفصل الثالث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام رمضان کی خصوصی ترغیب دی ہے اور ترغیب بذات خود کثرت کی دلیل ہے جبکہ رکعتوں کی تعداد میں اضافے کی ممانعت یا ذنقت کی کراہت وغیرہ کی صورت کوئی شرعی رکاوٹ بھی موجود نہیں بلکہ بیس رکعت کی ادائیگی پورے دن کی فرض اور واجب (سترہ رکعتیں فرض اور تین وتر) رکعتوں کی مجموعی تعداد اور پانچ نمازوں کی بارہ موکدہ (فجر کی دو، ظہر کے چھے، مغرب کی دو، اور عشا کی دو) اور آٹھ غیر موکدہ (عصر کی چار اور عشاء کی چار) سنتوں کی مجموعی تعداد دونوں سے مطابقت رکھتی ہے، تیسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات سے دوسری رات اور دوسری سے تیسری رات زیادہ وقت نماز ادا فرمائی جس طرح پہلی رات کے مقابلے میں تیسری رات میں وقت کی کثرت ہے، اسی طرح آٹھ کے مقابلے میں بیس میں تعداد کی کثرت ہے، چوتھے یہ کہ نماز تراویح فرض یا واجب نہیں بلکہ تطوع (رغبت کے ساتھ کثرت سے کی جانے والی) عبادت ہے اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ: الصلوٰۃ خیر موضوع فمن استطاع ان یستکثر فلیستکثر (فتح الملہم ج ۲، ص ۳۱۹ بحوالہ طبرانی اوسط، بہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) نماز بہترین عمل ہے پس جو اس میں کثرت کی طاقت رکھتا ہو اسے، چاہیئے کہ وہ اس میں کثرت کرے۔ بیس اور آٹھ میں سے کثرت آٹھ میں نہیں بیس میں ہے۔

آٹھ رکعت کی دلیل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے۔ کہ: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے گھر کی عورتوں کے اصرار پر انہیں نماز وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا (صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۸۳)

(۱)　　حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد مسجد نبوی میں خود تین رکعت وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کی امامت فرماتے رہے ہیں۔(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲، ص ۲۷۲) گویا ان کے نزدیک بھی آخری یا قابلِ ترجیح عمل آٹھ رکعت نہیں بلکہ بیس رکعت تھا۔(۲)ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں اپنی وفات(انیس(۱۹) یا بائیس (۲۲) ہجری تک پانچ یا سات سال بیس رکعت ہی پڑھتے رہے(کیونکہ کسی روایت میں تبدیلی مذکور نہیں)مگر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے مقیم اور یہاں کے مفتی ہونے کے باوجود انہیں ایک بار بھی یہ واقعہ یاد نہ دلایا؟(۳) اس حدیث کے سند کا انحصار بھی اوپر والی حدیث کی طرح عیسیٰ بن جاریہ اور یعقوب قمی دو ضعیف راویوں پر ہے لہذا یہ روایت متن کے لحاظ سے ناقابلِ عمل ہونے کے علاوہ سند کے لحاظ سے بھی انتہائی کمزور ہے۔

خود کو اہلِ حدیث کہنے والے حضرات کے لئے یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یعقوب قمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے مذہبی گروہ سے تعلق رکھتا ہو؟ اور اس کے ہم مذہب فتنہ پردازوں نے ان کی سادہ لوحی کی وجہ سے ان کے حدیث پر عمل کرنے کے جذبے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلے انہیں اسلاف سے وابستگی کے واحد ذریعے یعنی تقلید سے بیزار کر کے فقاہت سے تہی دامن کر دیا ہو اور پھر دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی اپنا آلہ کار بنا لیا ہو تا کہ اگر مسلمان تراویح کے انکار میں ہمارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے تو کم از کم بیس کے عدد کا انکار کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں جزواً تو ہمارے جیسے ہو جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر اضافہ نہیں فرماتے تھے، چار رکعت ادا کرتے پس تو ان کا حسن وطول مت پوچھ، پھر چار رکعت ادا کرتے پس تو ان کا حسن وطول مت پوچھ پھر تین رکعت ادا فرماتے تھے پس میں نے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا(بخاری، باب فضل من قیام رمضان)

(۱)　　اس حدیث کو آٹھ رکعت تراویح کی دلیل کے طور پر پیش کرنے والوں کا خود اپنا عمل اس حدیث پر نہیں کیونکہ اس میں چار چار رکعت اکٹھی پڑھنے کا ذکر ہے(صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۷۰) جبکہ یہ دو دو کر کے پڑھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس میں رمضان و غیر رمضان دونوں میں نماز وتر کا ہمیشہ کا عمل تین رکعت بیان کیا گیا۔ جبکہ یہ کثرت ایک رکعت پڑھتے ہیں۔(۲) اس میں اس نماز کا ذکر ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں یعنی بارہ مہینے پڑھی جاتی ہے۔ وہ تراویح نہیں تہجد ہے، تراویح تو خاص رمضان المبارک کی نماز ہے نیز یہ کہ اس میں وتر سے پہلے سو جانے کا ذکر ہے مگر جن تین راتوں میں آپ صلی اللہ علی وسلم نے تراویح پڑھائی نہ اس میں نیند فرمانے کا ذکر ہے اور نہ ہی اس کا امکان ہے۔(۳) اگرچہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تہجد کے متعلقہ باب کے علاوہ قیام رمضان کے باب میں بھی نقل کیا ہے مگر اول تو بخاری شریف کے ابواب حدیث نہیں بلکہ امام بخاری کے اجتہاد کا نتیجہ ہیں دوسرے یہ کہ ان کا ایسا کرنا تراویح کی تعداد بتلانے کے لئے نہیں کیونکہ اگر ان کا یہ مقصود ہوتا تو وہ تہجد کی طرح فضائل کے باب کے بعد کیفیت و مقدمہ کا علیحدہ باب قائم کرتے بلکہ رمضان کے قیام کی فضیلت کے باب کے آخر میں یہ حدیث نقل کرنے سے ان کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ تہجد کو متوجہ کیا

جائے کہ رمضان المبارک میں تراویح کی وجہ سے تہجد نہ چھوڑیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر رمضان کی طرح رمضان المبارک میں بھی اس نماز کی پابندی فرمایا کرتے تھے، اس مقصود کی تائید خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے عمل سے بھی ہوتی ہے کہ وہ رمضان المبارک میں شروع رات میں تراویح اور آخر رات میں تہجد یعنی دونوں نمازیں ادا فرماتے تھے (مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ص ۴۸۱) (۴) کسی حدیث میں موجود نہیں کہ جو نماز سارا سال قیام اللیل (یعنی تہجد) کے نام سے پڑھی جائے گی اسے رمضان المبارک میں نام تبدیل کر کے قیام رمضان (یعنی تراویح) کہا جائے گا، مسجد نبوی میں باجماعت بیس رکعت کا اہتمام اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں (چودہ (۱۴) ہجری سے ان کی وفات یعنی ستاون (۵۷) ہجری تک کم بیش بیالیس (۴۲) سال جاری رہا مگر ان کی روایت میں اس سے بیس کے عدد پر کوئی اعتراض یا انکار منقول نہیں۔ اس لئے جو حضرات اس روایت کو تراویح کی رکعتوں کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کا ایسا کرنا محض قیاس کی وجہ سے ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی بیس رکعت کی واضح حدیث موجود ہے اور اگر بالفرض اس حدیث پر امت کے تعامل کو نظر انداز کر کے اسے غیر مویدہ (جس کی تائید موجود نہ ہو) ضعیف ترین حدیث ہی شمار کر لیا جائے تب بھی اس کے مقابلے میں قیاس قبول کرنا تو درکنار پیش بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ضعیف حدیث کو (خواہ کمزور ہی سہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ضرور حاصل ہوتی ہے جبکہ قیاس میں اس نسبت کا نہ پایا جانا یقینی ہے۔ (۵) تراویح اور تہجد ایک نماز نہیں دو مختلف نمازیں ہیں کیونکہ تہجد کا نام قیام اللیل اور تراویح کا نام قیام رمضان ہے، دوسرے یہ کہ تہجد کی مشروعیت قرآن مجید سے (بخاری، باب التہجد باللیل) اور تراویح کی مشروعیت حدیث مبارک سے (نسائی باب ثواب من قیام رمضان) ہوئی، تیسرے یہ کہ تہجد مکہ مکرمہ میں شروع ہوئی اور تراویح مدینہ منورہ میں، چوتھے یہ کہ تہجد کے لئے افضل وقت رات کا آخری حصہ جبکہ تراویح کے لئے ابتدائی حصہ ہے، پانچویں یہ کہ تہجد گھر میں افضل ہے۔ اور تراویح مسجد میں، چھٹے یہ کہ تہجد میں ترغیب تو ہے مگر اظہار کا اہتمام نہیں جبکہ تراویح میں باقاعدہ اہتمام ہے۔

آٹھ رکعت والوں کا کہنا یہ ہے کہ جن تین راتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھائی ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہجد پڑھنا مروی نہیں ہے اس لئے تراویح اور تہجد دونوں ایک ہی ہیں۔ کیونکہ تہجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول وتر کے علاوہ آٹھ رکعت کا تھا۔ اس لئے نماز تراویح بھی آٹھ رکعت ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح آخری عشرہ میں پڑھائی جبکہ رمضان المبارک میں معمول مبارک پورا مہینہ (نماز مدلل از مولانا فیض احمد ملتانی ص ۱۸۹) بالخصوص آخری عشرے میں رات بھر بیدار رہنے کا تھا۔ (بخاری، کتاب الصیام باب العمل فی لعشر الاواخر) اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ تیئیسویں شب تہائی رات اور پچیسویں شب نصف رات تراویح پڑھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی عبادت فرمائی؟ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف معمول آرام فرمایا تھا یا فلاں عبادت کی تھی اس وقت تک تہجد کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ وقت بھی ایسا ہو جس میں نماز تہجد ادا کرنا ممنوع و مکروہ نہیں بلکہ افضل ہو۔

جہاں تک ستائیسویں شب سحری کا وقت ختم ہونے کے قریب تک نماز تراویح ادا کرنے کا تعلق ہے۔ اسے بھی تہجد و تراویح دونوں نمازوں کے ایک ہونے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ نماز کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر

عمومی اور خصوصی نمازیں ایک وقت میں جمع ہو جائیں یعنی کوئی خصوصی نماز کسی عمومی نماز کے وقت میں آ جانے تو عمومی نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً نماز کسوف کی وجہ سے چاشت کی نماز، عید کی وجہ سے اشراق کی نماز، جمعہ کی وجہ سے ظہر کی نماز وغیرہ مگر دین کی سمجھ رکھنے والا کوئی بھی فرد ان دو نمازوں کو ایک نماز نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح تہجد پورا سال پڑھی جانے کی وجہ سے عمومی نماز ہے اور تراویح رمضان المبارک سے مخصوص ہونے کی وجہ سے خصوصی نماز ہے۔ اس لیے اگر تراویح کی نماز، تہجد کی نماز کے وقت میں ادا ہو رہی ہوگی۔ تو نماز تہجد ساقط ہو جائے گی۔ مگر ان دونوں نمازوں کو ایک نماز نہیں کہا جائے گا۔ اور نہ ہی اس بنیاد پر ان کی رکعتیں برابر قرار دی جائیں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد آٹھ اور تین کے علاوہ دس اور تین (ابوداؤد باب صلوٰۃ اللیل، طحاوی باب الوتر) یعنی فجر کی سنتوں کے علاوہ تیرہ رکعت (موطا امام مالک باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الوتر) بھی مروی ہے جس کا اعتراف خود آٹھ رکعت کے قائلین کو بھی ہے (صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۶۷) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب غیر رمضان میں گیارہ سے زیادہ کا عمل موجود ہے تو پھر تراویح و تہجد کو ایک نماز سمجھنے والوں نے خصوصی ترغیب کے مہینے یعنی رمضان المبارک میں قولاً گیارہ کو اور عملاً نو کو دائمی معمول کیسے بنا لیا؟

جلیل القدر تابعی یحیٰی بن سعید سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ (آثار السنن باب فی التراویح بعشرین رکعۃ)

(۱) اسے ابن ابی شیبہ نے وکیع سے، انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے یحیٰی بن سعید سے روایت کیا ہے اور یہ چاروں حدیث کے حافظ بھی ہیں اور امام بھی، اس لئے اس کی سند انتہائی عمدہ اور قوی ہے مگر کیونکہ یحیٰی بن سعید نے اس راوی کا نام ذکر نہیں کیا جس سے انہوں نے یہ روایت سنی ہے اس لئے اسے مرسل روایت کہتے ہیں۔ (۲) اہل علم کی اکثریت کے نزدیک مستند راوی کی مرسل روایت قابل دلیل ہوتی ہے جبکہ ان سے اختلاف کرنے والی اقلیت کی شرط یہ ہے کہ کسی مستند راوی کی صرف وہی مرسل روایت قبول کی جائے گی جس کی تائید میں کوئی اور روایت موجود ہو۔ (۳) اس روایت کے راوی یحیٰی بن سعید نہ صرف تمام محدثین کے نزدیک معتبر اور مستند ہیں (تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۱۲۵) بلکہ صحیح بخاری کی سب سے پہلی حدیث جس سند سے روایت کی گئی ہے یہ اس میں شامل ہیں (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی) نیز یہ کہ اس روایت کی تائید میں دیگر روایات بھی موجود ہیں اس لئے اصول حدیث کے مطابق اس روایت پر اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی البتہ ضدیت کی وجہ سے انکار کا کوئی علاج نہیں۔

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے محمد بن یوسف کے حوالے سے امام مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں (موطا امام مالک باب ماجاء فی قیام رمضان) (۱) گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا جبکہ ان سے گیارہ کی بجائے تیئیس رکعت پڑھانا ثابت ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲، ص ۲۷۲) (۲) محمد بن یوسف سے یہ روایت کئی شاگردوں نے کی ہے اور ان میں رکعتوں کی تعداد کا اختلاف پایا جاتا ہے (اعلاء السنن جزء ۷، ص [illegible]) ایسی روایت مضطرب المتن کہلاتی ہے جو اصول حدیث کے مطابق قابل استدلال نہیں ہوتی۔ (۳)

اس روایت کے سب سے پہلے اور براہ راست راوی سائب بن یزید کا عمل آٹھ کی بجائے بیس رکعت پڑھنے کا تھا۔ (اعلاء السنن جز ۷، ص ۶۰) (۲) اس روایت کے آخری راوی امام مالک نے بیس رکعت کا حکم (بہ روایت یحیی بن سعید) اور عمل (بہ روایت یزید بن رومان) بھی روایت کیا ہے۔ جس کی تائید دیگر روایات کے علاوہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عمل سے بھی ہوتی ہے کہ وہ آٹھ کے نہیں بلکہ بیس تراویح اور سولہ نوافل کل چھتیس رکعت کے قائل تھے ظاہر ہے کہ جو روایت خود راوی کے نزدیک قابل عمل نہیں دوسروں کے لئے قابل عمل کیسے ہو سکتی ہے؟

جلیل القدر تابعی اور مستند محدث یزید بن رومان کہتے ہیں۔ کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان المبارک میں بیس اور تین تیئیس رکعت پڑھا کرتے تھے (موطا امام مالک باب ماجاء فی قیام رمضان)

یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر کیونکہ معتبر سند سے ہے دوسرے یہ کہ اس کی تائید میں دیگر روایات موجود ہیں۔ تیسرے یہ کہ موطا امام مالک کی مرسل روایات میں سے ہے جن کے بارے میں محدثین کا فیصلہ ہے کہ وہ سب صحیح ہیں (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳، ص ۴۳)

یزید بن خصیفہ روایت کرتے ہیں کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان المبارک میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (السنن الکبری ج ۲، ص ۴۹۶) اس روایت کی سند صحیح ہے (آثار السنن باب فی التراویح) بعشرین رکعۃ، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جز ۷، ص ۱۷۸، جز ۱۱، ص ۱۲۷ وغیرہ۔

• حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس تعداد یعنی بیس کے عدد میں کوئی تبدیلی مروی نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور میں بیس رکعت کا یہ اہتمام برقرار رکھا (السنن الکبری ج ۲، ص ۴۹۶، منہاج السنہ از ابن تیمیہ ج ۴، ص ۲۲۴) گویا کہ اگر بیس رکعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ بھی مانی جائیں تب بھی اس تعداد کا خلفاء راشدین کی سنت ہونا ناقابل تردید حقیقت ہے اور ہمارے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرح خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا اور اسے مضبوطی سے پکڑنا لازم ہے۔

عبدالعزیز رفیع فرماتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں بیس رکعت اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ) یہ روایت بھی مرسل مگر قوی ہے۔ (آثار السنن، باب فی التراویح بعشرین رکعۃ)

(i) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی اعتراض و انکار کے بغیر بیس رکعت ادا کرنا اس تعداد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کی حیثیت رکھتا ہے۔ (ii) تابعین اور تبع تابعین کے دور میں اہل مدینہ نے اہل مکہ سے نیکی میں برابری رکھنے کے لئے ان کے ہر چار رکعت کے بعد طواف کر لینے کے بدل کے طور پر چار رکعت نفل پڑھنا شروع کر دئیے اس طرح سے ان کی بیس تراویح سولہ نفل اور تین وتر کا انتالیس رکعتیں ہو گئیں (عمدۃ القاری جز ۷، ص ۱۷۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر آج تک مسجد نبوی میں نماز تراویح با جماعت بیس رکعت سے کم ادا نہیں کی گئی۔

تابعین کے دور میں مکہ مکرمہ کے مفتی عطا بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو وتر سمیت تیئیس رکعت پڑھتے ہوئے پایا (آثار السنن باب فی التراویح عشرین رکعۃ) ان کا انتقال ۱۱۴ ھ میں ہوا ان کے زمانہ میں

اہل مکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین تھے نیز امام شافعی جن کا انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا وہ بھی اہل مکہ کا عمل بیس رکعت ہی بتاتے ہیں (ترمذی باب ماجاء فی قیام شہر رمضان) ان کے زمانے کے لوگ تابعین تھے یا تبع تابعین۔ اس وقت سے یعنی صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک بیت اللہ کی مسجد میں تراویح کی نماز باجماعت بیس رکعت سے کم ادا نہیں کی گئی ممکن ہے کہ بعض لوگ حرم پاک میں انتظامی تقسیم کے تحت دس رکعت کے بعد امام کی تبدیلی کو غلط فہمی پیدا کرنے کا ذریعہ بنائیں اور ان سے جواباً کہا جا سکتا ہے کہ اول تو وہ حنبلی مقلد ہیں اور تم غیر مقلد ہو ان کی مثال کیوں پیش کرتے ہو، دوسرے یہ کہ امام آٹھ کے بعد نہیں دس کے بعد بدلتا ہے۔ تیسرے یہ کہ امام بدلتا ہے مقتدی نہیں بدلتے چوتھے یہ کہ دوسرا امام پہلے امام کی منزل دہراتا نہیں بلکہ اس سے آگے پڑھتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی وغیرہ حدیث کی کتابوں میں تابعین اور تبع تابعین کے ناموں کے ساتھ پانچ تراویح یعنی بیس رکعت پڑھانے اور بیس سے زیادہ رکعتیں (بیس کے علاوہ باقی بطور نفل) پڑھنے کی متعدد روایتیں موجود ہیں مگر باجماعت آٹھ رکعتوں کی کوئی راویت موجود نہیں۔

فقہ کے چار مشہور اماموں میں سے تین امام یعنی امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ امام ابو یوسف۔ امام محمد۔ سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ بیس رکعت اور ایک امام یعنی امام مالک (بیس تراویح اور سولہ نفل) چھتیس رکعت کے قائل ہیں (عمدۃ القاری ج ۷، ص ۱۷۸) اور ان کے مقلدین کی وجہ سے تیرہویں صدی ہجری کے آغاز تک یعنی اہل حدیث کے نام سے ایک مذہبی گروہ کو وجود میں آنے اور باقاعدہ جماعت کی شکل اختیار کرنے سے پہلے تک پوری دنیا میں ہر جگہ باجماعت بیس رکعت ادا کی جاتی تھیں۔ (قیام اللیل یا دیگر نوافل ان کے علاوہ تھے) اور اس دور میں یعنی بارہ صدیوں میں کوئی ایک مثال بھی آٹھ رکعت کی موجود نہیں۔ اور سب سے پہلے اس کا یعنی آٹھ رکعت کا مساجد میں باقاعدہ آغاز ۱۲۸۴ھ (۱۸۷۳ء) میں یعنی آج سے تقریباً سوا سال پہلے برعظیم پاک و ہند میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتوی سے ہوا۔

اصطلاحاً ہر رکعت کو ایک تراویحہ کہتے ہیں لہذا آٹھ رکعت کو ترویحتان کہا جائے گا نہ کہ تراویح کیونکہ تراویح کم از کم تین ترویحوں کو کہتے ہیں۔ اور اس نماز کا یہ نام ہی ظاہر کر رہا ہے کہ اس نماز کی رکعتیں آٹھ نہیں بلکہ کم سے کم بارہ یا اس سے زیادہ یعنی سولہ بیس وغیرہ ہیں کیونکہ ان میں سے روایت، تعامل اور اجماع سے بیس کا عدد ثابت ہے اس لئے نماز تراویح خاص رمضان المبارک کی اس نماز کو کہا جائے گا جو بیس رکعتوں پر مشتمل ہے۔

بقیہ از ص 32

مجاہدین فلسطین اسرائیلی گولیوں کی زد پر رہیں گے۔ اگر عرب دنیا مجاہدین کی راہ میں روڑے نہ اٹکائے اور ان کی مدد کرے تو یہ شیخ و بہادر فرزندان اسلام جلد یا بدیر خود ہی قبلۂ اول کی بازیابی کی خوشخبری کا باعث بنیں گے۔ یہ محض خوش فہمی نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے جو اظہر من الشمس ہے۔ یہی شہدائے بالاکوٹ کے پاک و پوتر خون کی پکار ہے۔ جس کے عملی نتائج ماضی کی نسبت حال اور مستقبل کے چہرے پر بہ آسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ازافادات۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ۔ (تفسیر معارف القرآن)

ترتیب و انتخاب: عطاالرحمن اعوان

معارف ختم نبوت

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (پ ۱ ع ۱)

(۱) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔ (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

آیت کے اس طرز بیان سے ایک اہم اصولی مسئلہ بھی نکل آیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپکی وحی آخری وحی ہے۔ کیونکہ اگر قرآن مجید کے بعد کوئی اور کتاب یا وحی بھی نازل ہونے والی ہوتی۔ تو جس طرح اس آیت میں پچھلی کتابوں اور وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح آئندہ نازل ہونے والی کتاب اور وحی پر ایمان لانے کا ذکر بھی ضروری ہوتا بلکہ اس کی ضرورت زیادہ تھی۔ کیونکہ تورات وانجیل اور تمام کتب سابقہ پر ایمان لانا تو پہلے سے جاری اور معلوم تھا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ وحی اور نبوت جاری ہوتا۔ تو ضرورت اس کی تھی کہ اس کتاب اور اس نبی کا ذکر زیادہ اہتمام سے کیا جاتا جو بعد میں آنے والے ہوں۔ تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے۔ مگر قرآن مجید نے جہاں ایمان کا ذکر کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہونے والی وحی اور پہلے انبیاء کا ذکر فرمایا۔ بعد میں آنے والی کسی وحی یا نبی کا کہیں قطعاً ذکر نہیں۔ پھر صرف اسی آیت میں نہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں یہ مضمون اول سے آخر تک مختلف مقامات میں چالیس پچاس آیات میں آیا ہے۔ سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام، پہلی وحی، پہلی کتابوں کا ذکر ہے۔ کسی ایک آیت میں اسکا اشارہ تک نہیں کہ آئندہ بھی کوئی وحی یا نبی آنیوالا ہے۔ جس پر ایمان لانا ہے۔ مثال کے طور پر چند آیات مع ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (پ ۲ ع ۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر (ترجمہ، حضرت شیخ الھندؒ)

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (پ ۶ ع ۲)

ترجمہ: لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں اور ایمان والے سو مانتے ہیں اسکو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے (ترجمہ، حضرت شیخ الھندؒ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (پ ۱۴ ع ۱۲)

ترجمہ: اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا (پ ۱۵ ع ۸)

ترجمہ: دستور چلا آتا ہے ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر (ترجمہ، حضرت شیخ الھندؒ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (پ ۲۱ ع ۸)

ترجمہ: اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ

ترجمہ: اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے بعض ان

قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (پ ۲۴ ع ۱۳)
میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھ کو ان کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ (پ ۲۴ ع ۳)
ترجمہ: اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو (ترجمہ، حضرت شیخ الھندؒ)

كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (پ ۲۵ ع ۲)
ترجمہ: اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

ان آیات میں اور اس جیسی دوسری آیات میں جہاں کہیں نبی یا رسول یا وحی و کتاب بھیجنے کا ذکر ہے سب کے ساتھ من قبل اور من قبلک کی قید لگی ہوتی ہے۔ کہیں من بعد کا اشارہ تک نہیں ہے اگر ختم نبوت اور انقطاع وحی کا دوسری آیات میں صراحتاً ذکر نہ ہوتا تو قرآن کا یہ طرز ہی اس مضمون کی شہادت کیلئے کافی تھا مسئلہ ختم نبوت پر قرآنی تصریحات اور احادیث متواترہ کی شہادت اور امت کا اجماع تفصیل کے ساتھ دیکھنا ہو تو میرا رسالہ ختم نبوت دیکھا جائے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (پ ۱ ع ۲)
اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور وہ ہرگز مؤمن نہیں (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ (پ ۱ ع ۲)
اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ (ترجمہ حضرت شیخ الھندؒ)

منافقین کے سامنے صحیح ایمان کا ایک معیار رکھا گیا یعنی ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے اور لوگ، اس میں لفظ ناس سے مراد باتفاق مفسرین کرامؒ، صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ وہی حضرات ہیں جو نزول قرآن کے وقت ایمان لائے تھے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا دعویٰ صحیح یا غلط کے جانچنے کا معیار صحابہ کرام کا ایمان ہے جو اس کے مطابق نہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایمان نہیں اگر کوئی شخص قرآنی عقیدہ کا مفہوم قرآنی تصریح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کے خلاف قرار دے کر یہ کہے کہ میں تو اس عقیدہ کو مانتا ہوں تو یہ ماننا شرعاً معتبر نہیں جیسا کہ آجکل قادیانی گروہ کہتا ہے کہ ہم بھی عقیدہ ختم نبوت کو مانتے ہیں مگر اس عقیدہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات اور صحابہ کرامؓ کے ایمان سے بالکل مختلف تحریف کرتے ہیں مرزا غلام احمد کی نبوت کی جگہ نکالتے ہیں، قرآن کریم کی اس تصریح کے مطابق وہ اسی کے مستحق ہیں کہ ان کو ما ھم بمؤمنین کہا جائے یعنی وہ ہرگز مؤمن نہیں خلاصہ یہ ہے کہ ایمان صحابہ کے خلاف کوئی شخص کسی عقیدہ کا نیا مفہوم بنائے اور اس عقیدہ کا پابند ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو مؤمن مسلمان بتلائے اور مسلمانوں کے نماز روزہ میں شریک بھی ہو مگر جب تک وہ قرآن مجید کے اس بتلائے ہوئے معیار کے مطابق ایمان نہیں لائیگا اس وقت تک وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں مؤمن نہیں کہلائے گا۔ حدیث وفقہ کا یہ مشہور مقولہ "کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جا سکتا" اس کا مطلب بھی آیت مذکورہ کے تحت ہیں یہ متعین ہو گیا کہ اہل قبلہ سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہیں ورنہ یہ منافقین بھی تو قبلہ کی طرف سب مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے تھے مگر یہ صرف رو بہ قبلہ نماز پڑھنا ان کے ایمان کیلئے اس بناء پر کافی نہ ہوا کہ ان کا ایمان صحابہ کرامؓ کی طرح تمام ضروریات دینی پر نہیں تھا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (پ ۱ ع ۳)

اے لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے (ترجمہ حضرت شیخ الهندؒ)

صرف من قبلکم کا ذکر فرمایا من بعدکم یعنی بعد میں پیدا ہونیوالے لوگوں کا ذکر نہیں کیا اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی دوسری امت یا دوسری ملت نہیں ہوگی کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی مبعوث ہوگا نہ اس کی کوئی جدید امت ہوگی۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (پ ۱ ع ۴)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانیوالا ہوں زمین پر ایک نائب (ترجمہ حضرت شیخ الهندؒ)

زمین کا انتظام اور اس میں خدا کا قانون نافذ کرنے کیلئے اس کی طرف سے کسی نائب کا مقرر ہونا جو ان آیات سے معلوم ہوا اس سے دستور مملکت کا اہم باب نکل آیا کہ اقتدار اعلیٰ تمام کائنات اور پوری زمین پر صرف اللہ تعالیٰ کا ہے زمین کے انتظام کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نائب آتے ہیں جو باذن اللہ تعالیٰ زمین پر سیاست و حکومت اور اللہ کی مخلوق کی تعلیم و تربیت کا کام کرتے اور احکام الٰہیہ کو نافذ کرتے ہیں اس خلیفہ و نائب کا تقرر بلاواسطہ خود حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس میں کسی کے کسب و عمل کا کوئی دخل نہیں اسی لئے پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ نبوت کسبی چیز نہیں جس کو کوئی اپنی سعی و عمل سے حاصل کر سکے بلکہ حق تعالیٰ ہی خود اپنے علم و حکمت کے تقاضے سے خاص خاص افراد کو اس کام کیلئے چن لیتے ہیں جن کو اپنا نبی و رسول یا خلیفہ نائب قرار دیتے ہیں۔

یہ سلسلہ خلافت و نیابت الٰہیہ کا آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک ہی انداز میں چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے آخری خلیفہ ہو کر بہت سی اہم خصوصیات کے ساتھ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے عالم اور اس کی دونوں قوم جنات و انسان کی طرف بھیجا گیا آپ کا اختیار و اقتدار پوری دنیا کی دونوں قوموں پر حاوی فرمایا گیا حق تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنادیا کہ آپ کی خلافت و نیابت قیامت تک قائم رہے گی اس کا زمانہ بھی کوئی مخصوص زمانہ نہیں بلکہ جب تک زمین و آسمان قائم اور زمانہ کا وجود ہے وہ بھی قائم ہے آپ کا دین آپ کی شریعت قیامت تک محفوظ رہے گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید اور آپ کی بتلائی ہوئی ہدایات حدیث پاک سب کی سب اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ قیامت تک موجود و محفوظ رہیں گی اسی لیے اس زمین پر آپ کے بعد نہ کسی نئے نبی اور رسول کی ضرورت ہے نہ کسی اور خلیفہ اللہ کی گنجائش!

اسلیئے قیامت تک آپ ہی اس زمین پر خلیفۃ اللہ ہیں آپ کی وفات کے بعد نظام عالم کے لئے جو نائب ہو گا وہ خلیفۃ الرسول اور آپ کا نائب ہوگا یہ امت جسے خلافت کیلئے منتخب کردے وہ خلیفہ رسول کی حیثیت سے نظام عالم کا واحد ذمہ دار ہوگا اور خلیفہ سارے عالم کا ایک ہی ہو سکتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (پ ۱ ع ۴)

اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں کا۔ (ترجمہ حضرت شیخ الهندؒ)

انبیاء سابقین کی شریعت میں بڑوں کی تعظیم اور تحیہ کیلئے سجدہ مباح تھا شریعت محمدیہ میں منسوخ ہوگیا شریعت محمدیہ چونکہ دائمی اور ابدی شریعت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت ختم اور آپ کی شریعت

آخری شریعت ہے اسلئے اس کو مسخ و تحریف سے بچانے کیلئے ہر ایسے سوراخ کو بند کر دیا گیا جہاں سے شرک و بت پرستی آسکتی تھی اس سلسلہ میں وہ تمام چیزیں اس شریعت میں حرام قرار دے دی گئیں جو کسی زمانے میں شرک و بت پرستی کا ذریعہ بنی تھیں۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ ۱ ع ۱۶) سو اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح پر تم ایمان لائے ہدایت پائی انہوں نے بھی (ترجمہ حضرت شیخ الهندؒ)

اس آیت نے ان فرقوں کے دجل و گمراہی کو واضح کر دیا جن فرقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کا انکار کر کے نئے نبی کیلئے دروازہ کھولنا چاہا اور قرآن کریم کی واضح تصریح خاتم النبیین کو اپنے مقصد میں حائل پایا تو انہوں نے رسول و نبی کی بہت سی قسمیں اپنی طرف سے اختراع کر لیں جن کا نام نبی ظلی، نبی بروزی وغیرہ رکھ دیا اور ان کیلئے گنجائش نکالنے کی کوشش کی۔ اس آیت سے ان کے دجل و گمراہی کی وضاحت اس لیئے ہو گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ایمان بالرسل میں کسی ظلی و بروزی کا کہیں نام و نشان نہیں، یہ کھلا ہوا زندقہ اور الحاد ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (پ ۲ ع) تھے سب لوگ ایک دین پر، پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانیوالے اور ڈرانے والے اور اتارے ان کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں۔ (ترجمہ حضرت شیخ الهندؒ)

اب آخر میں ایسا جامع نسخہ تجویز فرمایا جو ساری بیماریوں سے بچانے میں اس وقت تک کیلئے کامیاب ثابت ہو جب تک اس عالم کو باقی رکھنا منظور ہو یہ مکمل اور جامع نسخہ ایک جامع اصول علاج سب پچھلے نسخوں کے قائم مقام اور آئندہ سے بے نیاز کرنیوالا ہو اور وہ نسخہ جامع اسلام ہے جس کیلئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن بھیجے گئے اور پچھلی کتابوں میں تحریف ہو کر جو پچھلے انبیاء کی تعلیمات ضائع اور گم ہو جانے کا سلسلہ اوپر سے چلا آیا تھا جس کے سبب نئے نبی اور نئی کتاب کی ضرورت پیش آتی تھی اس کا یہ انتظام فرما دیا گیا کہ قرآن کریم کی تحریف سے محفوظ رہنے کا ذمہ خود حق تعالیٰ نے لیا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو قیامت تک ان کی اصلی صورت میں قائم اور باقی رکھنے کیلئے اللہ جل شانہ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تاقیامت ایک ایسی جماعت قائم رکھنے کا وعدہ فرما لیا جو ہمیشہ دین حق پر قائم رہ کر کتاب وسنت کی صحیح تعلیم مسلمانوں میں شائع کرتی رہے گی کسی کی مخالفت و عداوت ان پر اثر انداز نہ ہو گی اسلئے اس کے بعد دروازہ نبوت اور وحی کا بند ہو جانا ناگزیر تھا، آخر ختم نبوت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

بقیہ از ص 30

کا مطالبہ کرتی ہے تو ان کے اس مطالبہ کو نظر انداز کر کے بیہودگی اور بے حیائی کو پھیلانا سراسر ظلم اور زیادتی ہے بلکہ اس قتالۂ فرنگ تہذیب کے خلاف انقلابی اقدامات اٹھانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان کا یہ پیغام برسوں سے فضائے بسیط میں گونج رہا ہے کہ

تہذیب نو کے منہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اس حرامزادی کا حلیہ بگاڑ دے

محمد عمر فاروق

پی ٹی وی کی دیدہ دلیریاں

پاکستان ٹیلی ویژن کے ناظرین نے روز نامہ "اوصاف" کی وساطت سے پی ٹی وی کے ڈراموں اور مختلف پروگراموں میں بیہودگی و بے حیائی کے بڑھتے ہوئے عنصر پر شدید احتجاج کیا ہے "اوصاف" کے نمائندہ خصوصی کے مطابق ناظرین کی بڑی تعداد نے پی ٹی وی پر چلنے والے ڈراموں اور پروگراموں میں پہننے جانے والے لباس اور بولے جانے والے ڈائیلاگ کو پاکستانی ثقافت و اقدار کے منافی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ غیر ملکی چینلز کی دیکھا دیکھی پی ٹی وی بھی پٹڑی سے اتر گیا ہے۔ بالخصوص پی ٹی وی ورلڈ پر دکھائے جانے والے پروگرام کسی مغربی چینل کے تیار کردہ پروگرام دکھائی دیتے ہیں ناظرین نے مطالبہ کیا ہے کہ پی ٹی وی ایسے پروگرام پیش نہ کرے جو فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھے نہ جا سکیں جب کہ ناظرین کی ان شکایات کے جواب میں پی ٹی وی کے ایم ڈی یوسف بیگ مرزا کا کہنا ہے کہ پی ٹی وی کے پروگرام ہماری ثقافت کے آئینہ دار ہیں کوئی بھی پروگرام پیش کرنے سے پہلے سنسر کے عمل سے گزرتا ہے یہی وجہ ہے کہ کیبل نیٹ ورک پر چینلز کی بھرمار کے باوجود پی ٹی وی کے ناظرین میں ان کی مقبولیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

اگر پی ٹی وی کے پروگراموں پر اعتراضات کو صرف انتہا پسند، بنیاد پرست اور کنزرویٹو یا قدامت پرست حلقوں کی لایعنی تنقید اور خواہ مخواہ کی حرف گیری سے تعبیر کیا جائے تو عقدہ کشائی یوں ہوتی ہے کہ ایسے مذکورہ مکتبۂ فکر کے کارکن اپنے گھروں میں ٹی وی رکھنا ہی بوجوہ گناہ خیال کرتے ہیں چہ جائے کہ وہ پروگرام دیکھیں اور ان پر رائے زنی کریں اس لیے ان تمام ناظرین کو جو پی ٹی وی کی بیباکیوں پر شکایات کناں ہیں، انہیں کٹھ ملا، بسم اللہ کے گنبد اور قل اعوذیے سمجھنا بہت بڑی زیادتی ہے اور یہ حقائق کا سامنا نہ کر سکنے کی بین علامت ہے سیدھی سی بات ہے کہ ہر معاشرہ اپنی اقدار، روایات اصول وضابطے رکھتا ہے پاکستان اسلامی ملک ہے تو پاکستانی معاشرہ بھی اسلامی معاشرہ کہلائے گا پاکستان کو الگ وطن بنانے کی ضرورت اسی وجہ سے ناگزیر سمجھی گئی تھی کہ مسلمان ہندو تہذیب و تمدن، ہندوانہ نظریات و عقائد اور ان کی روایات و اقدار سے الگ منفرد شناخت و امتیازی خصوصیات سے مزین اسلامی معاشرہ چاہتے تھے ایسا معاشرہ جس پر غیر مسلموں کی تہذیب و ثقافت کی چھاپ نہ ہو ایسے معاشرہ کا وجود علیحدہ، آزاد اور خود مختار ملک میں ہی ممکن ہو سکتا تھا اس لیے پاکستان کو معرض وجود میں لایا گیا اب جب کہ عوام آزاد مملکت میں اسلامی معاشرے کے ارکان کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں تو ایسی ہر بات جو اسلامی تہذیب و اقدام سے ٹکرائے گی، اس پر احتجاج ہونا لازمی امر ہے اپنے ناظرین کی شکایات پر توجہ دے کر اصلاح احوال کی بجائے یہ اصرار کرنا کہ پاکستان ٹیلی ویژن کے تمام پروگرام پاکستانی ثقافت کے آئینہ دار ہیں، سراسر ہٹ دھرمی اور بے جا کی ضد ہے۔

جب ثقافت کے معنی ہی تہذیب اور طرز تمدن کے ہیں تو پھر غور کرنا چاہیے کہ پی ٹی وی کے ڈراموں اور پروگراموں میں جو ثقافت پیش کی جا رہی ہے اس کا تعلق واقع پاکستانی یعنی اسلامی ثقافت سے بھی ہے یا نہیں، مثلاً نوجوان بچوں اور بچیوں کا آزادانہ میل جول، فری سٹائل، گپ شپ اور ایسے اشارے و کنائے کہ جس کے بعد

مصافحے اور معانقے کی گنجائش ہی باقی نہ رہے، ڈسکو، کتھک اور ٹوئسٹ ڈانس اور پاپ میوزک کہ جوان جذبات بھڑک بھڑک اٹھیں لباسوں کی تراش خراش ایسی کہ پہننے کے باوجود جسم کا انگ انگ نظر آئے عشق و محبت تو ہر ڈرامے کا مرکزی خیال اور لازمی جزو ہے۔ گویا ماڈرن ایج میں سسی پنوں، ہیر رانجھا اور مرزا صاحباں کے کردار کو اپنانے کے طور طریقے اور نظری و عملی اسباق سکھائے جا رہے ہیں ذو معنی فحش جملے کے شرافت سر جھکا لے آدھے سے زیادہ مکالمہ انگریزی میں اور رہن سہن کا وہ معیار کہ عام اور متوسط طبقے کا فرد جس کا خواب ہی دیکھ سکتا ہے امارت کے وہ مناظر کہ غریب آدمی کے تصور ہی میں نہ سما سکیں آخر اس ثقافت میں کس معاشرہ کی نمائندگی کی جا رہی ہے کم از کم یہ پاکستانی اور اسلامی تہذیب و ثقافت ہرگز نہیں ہے ایسی ثقافت و تمدن کے دلدادہ پاکستان میں پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ ان لوگوں کی پسند ہے کہ جن کے بینک بیلنس اور اثاثے ملک سے باہر ہیں جن کی آخری منزل پاکستان نہیں یورپ ہے، امریکہ ہے جو پاکستان کے سرمائے کو بے دردی کے ساتھ باہر منتقل کر رہے ہیں اور اپنے بیرونی سرپرستوں کی ہدایات پر اب پاکستانیوں سے ان کی اسلامی پہچان اور شناخت چھین کر ہر پیر و جواں کو اس کی تہذیب و ثقافت سے بیگانہ کر دینا چاہتے ہیں اور اب تو ان کی یہ سازشیں بام عروج پر ہیں قوموں کو اسلحہ و بارود کے ذریعے مٹانے کے منصوبوں کی بجائے اب فکری و نظریاتی اپاہج پن سے بربادی کی تکنیک برتی جارہی ہے نوجوانوں کو ٹیلی ویژن کے ذریعے جس پر آسائش زندگی کے تصورات سے پاگل بنایا جارہا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ ایسے پر کشش سرابوں کا پیچھا کرتے کرتے تمام دینی، اخلاقی اور معاشرتی حدود کو عبور کرتا چلا جاتا ہے مگر اقدار و روایات کی تمام تر پامالیوں کے باوجود اسے مرادوں کی منزل نہیں ملتی اور وہ ذلت و نکبت کی پر ہول وادیوں میں بھٹک بھٹک کر جان ہار دیتا ہے (بیرونی ممالک کی جانب نوجوانوں کا تیزی سے بڑھتا ہوا رجحان اس کا واضح ثبوت ہے) ایسے سیکڑوں واقعات ہمارے ارد گرد ہو رہے ہیں۔ لیکن ہمیں تاحال اپنی نسل نو کے اذہان و افکار کی اس بے راہ روی کے نتائج و عواقب کا صحیح ادراک نہیں ہو رہا۔ اور دشمنوں کی عیاری و چالاکی کے وار اپنے نشانوں پر کارگر ثابت ہوتے جا رہے ہیں۔

جہاد، خدمت خلق، اصلاح معاشرہ، تہذیب نفس، خلق و محبت، دین و معاشرت، اور قومی اقدار کی ترویج جیسے موضوعات کو نظر انداز کر کے محض عشق و محبت، بے ہنگم ناچ کود اور موسیقی اور معاشرتی رویوں سے بغاوت سے بھرے موضوعات پر مبنی ڈرامے اور پروگرام دھڑا دھڑ پیش کرتے چلے جانا، ملک و قوم کی خدمت نہیں بلکہ قوم و ملک سے دشمنی اور بے وفائی ہے نوجوان مستقبل کا سرمایہ ہیں ان کی قدر کیجیے اور ان کی تربیت و تہذیب پر خاطر خواہ توجہ دیجیے تو پھر کوئی دشمن پاکستان اور پاکستانی معاشرہ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا نوجوان ہی پاکستان کا اصل راس المال اور متاع عزیز ہیں انہیں جس قدر لادینی فکر و نظر کی مسموم فضاؤں اور بیرونی زہریلی تہذیب سے مامون و محفوظ رکھ کر دینی و قومی رنگ میں رنگا جائے گا اسی قدر یہ بے بہا اور انمول موتی اپنی چکا چوند اور اپنے رنگ و نور سے پاکستان اور عالم اسلام کے چہرے کو دنیا بھر میں جگمگائیں گے اور دشمنوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں گے۔

پی ٹی وی کے ارباب اختیار کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں ناظرین پی ٹی وی کو سالانہ فیس اداء کرتے ہیں ان کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھنا حکام کی ذمہ داری ہے جب اکثریت اپنی تہذیب و ثقافت کے منافی پروگرام روکنے

محمد عمر فاروق

بالاکوٹ سے فلسطین تک

میرے عزیز بھائی (نواسۂ امیر شریعت) پروفیسر ذوالکفل بخاری تلہ گنگ تشریف لائے تو شہدائے بالاکوٹ کے مزارات پر حاضری کا نظم طے پایا۔ میری بھی ایک عرصہ کی خواہش تھی کہ ان عالی مرتبت شہیدوں کے حضور اپنی عقیدت کی پلکیں بچھاؤں۔ سو تلہ گنگ سے راولپنڈی اور راولپنڈی سے ایک بہت ہی پیارے دوست حافظ صفوان محمد کے ہاں ہری پور پہنچے۔ حافظ صفوان محمد نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ مگر ایک دفتری مصروفیت کی وجہ سے شریک سفر نہ بن سکے۔ البتہ ان کی بجائے محترم سید افتخار شاہ صاحب نے رفاقت کی۔ اور ان کی معیت میں یہ سفر بڑے اچھے ماحول میں طے ہوا۔

بالاکوٹ کی سنگلاخ وادی پر نظر پڑتے ہی تاریخ کے اوراق ایک ایک کر کے سامنے آنے لگے۔ حضرت امیر المومنین سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور تھوڑی دیر کے فاصلے پر محو آرام مجاہد کبیر حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر انوارات پر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل ہوا تو عزیمت کے ان راہیوں کی داستانِ حریت ذہن کی ہسکریں پر اترنے لگی۔ یہ سرزمین کتنی خوش نصیب ہے کہ اس کی آغوش میں ایسے انمول لعل و جواہر مدفون ہیں۔ اندازہ کیجیے کہ رائے بریلی کا آبائی وطن اور نازو نعم کی پرسکون زندگی چھوڑ کر اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کے غلبہ و حاکمیت کے لئے مشقت اور تکلیف بھری خار زار وادیوں میں در بدری کی ٹھوکریں اختیار کر کے بالاکوٹ کے پہاڑوں میں لڑتے ہوئے شہید ہو کر امر ہو جانے والے سید احمد اور دہلی میں اپنے دادا شاہ ولی اللہ کی علمی مسند کو جہاد کی خاطر خیر باد کہنے والے حضرت شاہ اسمٰعیل جو اپنی راحت و سکون کو کلفت و مصیبت میں بدل کر بالاکوٹ میں سکھا شاہی سے پنجہ آزما ہوئے اور شہادت سے سرفراز ہو کر حیاتِ ابدی سے ہمکنار ہوئے۔ خلوص و للہیت ان پاکباز و نیک سرشت مجاہدین کو کہاں سے کہاں لے آئی اور ان باوفا و بے نفس انسانوں نے ارضِ وطن کے باسیوں کو غیروں کے مظالم سے بچانے کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر ڈالا۔ اس بے نظیر ایثار و قربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا وطن سکھ سرداروں اور برطانوی مقامروں سے آزاد ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ سب کچھ دین و وطن کی آبرو پر لٹانے کے باوجود بھی بعض تیرہ نصیب کم ظریف ان عظیم لوگوں کے مقدس وجودوں کو اپنے فرنگی بابا کے حکم پر "انگریزوں کے ایجنٹ" "وہابی" اور گستاخانِ رسول" جیسے زہر آلود تیروں سے چھلنی کر کے اپنی عاقبت کی بربادی کا سامان کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ خود ان خاک بسر و خاسرین کے اپنے شرعی پنڈت برطانوی استعمار کے گماشتے بن کر امت مسلمہ کی پیٹھ میں خنجر زنی کرتے چلے آئے ہیں۔

مجاہدین بالاکوٹ کی ہندوستان میں پہلی عظیم اسلامی تحریک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خاطر تھی۔ لیکن برا ہو سرحد کے خوانین اور بعض ملاؤں کا کہ جن کی ہوسِ زر اور جاہ طلبی نے اس قافلے کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی نیم جان کر ڈالا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط میں اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجدد الف ثانی، عالمگیر اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیہ کی کثرت اور

صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب نہ ہونے دیا" (اقبال نامہ حصہ دوم صفحہ ۴۸)۔ مجاہدین بالاکوٹ کے سرخیل "حضرت سید احمد شہید نے اس تحریک کی غرض وغایت کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

"میرے اس اقدام کا مقصد رضاء باری تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں، میں نہ کوئی علاقہ لینا چاہتا ہوں۔ نہ حکومت و جاگیر کا طلبگار ہوں نہ جاہ، مال کا خواہاں ہوں، صرف ایک غرض، ایک مطلب اور ایک نصب العین میرے سامنے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا کا کلمہ سر بلند ہو اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تازہ ہو جائے"۔

سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید نے ظلمت کدہ ہند میں حق و صداقت کی جو مشعل اپنے خون سے روشن کی تھی اسے ابنائے زمانہ نے گل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن وقت نے ثابت کیا کہ اخلاص کی قوت سے سچائی کی لو اتنی بلند ہوتی گئی کہ حق آخرکار غالب ہوا اور اس کی روشنی نے ہر دور کے مظلوموں کے لئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت کا کام دیا۔ ان جان نثاروں نے قلت و کثرت تعداد کو کبھی مد نظر نہیں رکھا۔ بلکہ ان کے سامنے قرن اول کے جنت مکانوں کا معرکۂ بدر تھا اور پھر ان عزم و ہمت کے پالوں نے ثبات و یقین کے بل بوتے پر اپنی جان لڑادی۔ کیونکہ قلت و کثرت کبھی اہل حق کا معیار نہیں رہی اور نہ ہی اہل حق نتائج کو ملحوظ رکھتے ہوئے کارزار میں اترتے ہیں۔ وہ اپنی جانیں ہتھیلی پر لے کر نکلتے ہیں۔ اور فتح و شکست سے بے پرواہ ہو کر نتائج قادر مطلق پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جب ایک آدمی نے مجاہدین کی کم تعداد کی طرف حضرت سید احمد شہید کی توجہ دلائی تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

"بھائی! فتح شکست اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے دے دے۔ بہت لوگوں یا تھوڑوں پر موقوف نہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ تھوڑوں کو بہتوں پر غالب کر دیتا ہے۔ کبھی بہتوں کو تھوڑوں پر۔ اور ہم کو تو اپنے پروردگار کی رضامندی درکار ہے۔ فتح و شکست سے کچھ غرض نہیں۔ پروردگار کی خوشنودی میں بہر صورت ہماری فتح مندی ہے۔ یعنی اگر خدائے بزرگ و برتر کی رضامندی و خوشنودی حاصل ہو جائے اور ہمارا ہر عمل رضا کے عین مطابق ہو تو بہ اعتبار ظواہر ہماری شکست بھی دراصل فتح مندی ہوگی"

آج بھی قلت و کثرت کی بجائے عزم و ہمت اور ایقان او ایمان کی مضبوطی کی ضرورت ہے جو فی الحقیقت اللہ کے عطاء کردہ ایٹمی ہتھیار ہیں۔ عالمی قوت روس کا چند ہزار مجاہدین کے ذریعے افغانستان سے شکست خوردہ ہو کر نکلنا ابھی کل ہی کی بات ہے۔ فلسطین کی سرزمین پر مٹھی بھر مجاہدوں نے اسرائیل کے سامنے سر اٹھا کر پوری دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی ہے۔ بالاکوٹ سے فلسطین تک عالم کفر کے خلاف سرفروشوں کی جوانمردی اور پامردی تاریخ حریت کا تسلسل ہے۔ اگر مسلم دنیا غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک آواز ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ فلسطینی مجاہد اپنے مسکن اور انبیاء کی سرزمین فلسطین کو غاصب اسرائیل سے واپس نہ لے لیں۔ بائیس عرب ملکوں میں واقع ایک چھوٹے سے ملک اسرائیل کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ اس نے اپنے سرپرست امریکہ کے ذریعے تمام عالم اسلام خصوصاً عرب دنیا کو تقسیم در تقسیم کر رکھا ہے۔ عرب جب تک مذاکرات و صلح، سربراہی کانفرنسوں اور بے مقصد معاہدوں جیسی رسمی فضولیات کی بجائے جہادی راستہ اختیار نہیں کریں گے۔ نوجوان

بقیہ 24 پر

قسط ۲

محمد عطاء اللہ صدیقی

اسلام اور مغرب

سیکولرزم کا سرطان

ازم کی خانہ زاد، خودساختہ اور ساقط الاعتبار وضاحت کو کس منطق کے مطابق قبول کریں۔ اور پھر ایما ڈنکن اور وہ صاحب جنہوں نے اسے بتایا کہ اُردو زبان میں مذہبی طبقہ نے سیکولرزم کے لئے 'لادینیت' کی اصطلاح کو رواج دیا، اگر ذرا سا غور کریں تو انہیں اس سطحی الزام تراشی پر خود ہی شرم محسوس ہونے لگے گی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب جیسے اُردو زبان و ادب کے عظیم دانشور، جو فکری اعتبار سے سیکولر ہیں، اگر اپنی مرتب کردہ لغت میں سیکولر ازم کے لئے ''لادینی جذبہ'' جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں، تو پھر مذہبی طبقہ کو مطعون کیوں ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا کوئی سیکولر دانشور یہ فرض کرسکتا ہے کہ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب جیسا لسانیات کا بحرِ ذخار اس معاملہ میں کسی غیر ذمہ دارانہ اور غیر ثقہ ترجمہ کو پیش کرسکتا ہے۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ اُردو زبان میں سیکولر ازم کا مترادف موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی زیرنگرانی مرتب کئے جانے والے ''اردو معارفِ اسلامیہ'' جو پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا (۱۹۷۲ء) کی جلد ۹ صفحہ ۴۴۶ پر سیکولر ازم کا ترجمہ ''دُنیویت'' کیا گیا ہے۔ انگریزی لغات میں سیکولر ازم کی درج شدہ چند وضاحتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ''دنیویت'' بھی بہت مناسب مترادف معلوم ہوتا ہے۔ بالخصوص ''Worldliness'' کا یہی ترجمہ ہی مناسب ہے۔ عالم اسلام کے نامور مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ جن کی عربی اور اردو زبان میں تصنیفات کا ایک زمانہ معترف ہے، انہوں نے اپنی تحریروں میں سیکولر ازم کے لئے ''نامذہبیت'' کا مترادف استعمال کیا ہے۔ ان کی معروف تصنیف ''عالم اسلام میں مغربیت اور اسلامیت کی کشمکش'' میں متعدد مقامات پر ''نامذہبیت'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ البتہ کہیں کہیں انہوں نے ''لادینیت'' کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زبان و ادب کے اتنے بڑے شاہ سوار اور مایہ ناز ادیب نے ''نامذہبیت'' اور ''لادینیت'' کے الفاظ کیا محض تہذیبِ مغرب کے خلاف کسی تعصب کی بنا پر استعمال کئے ہیں؟ سید ابوالحسن علی ندوی کے متعلق اس طرح کا سوئے ظن کوئی بہت بڑا بدباطن ہی پال سکتا ہے۔

<u>عربی زبان میں سیکولرازم کا مترادف</u>: عربی زبان اُردو زبان کا بہت بڑا سرچشمہ ہے۔ اردو زبان کے ہزاروں خوبصورت الفاظ اور تراکیب کا اصل منبع و مصدر عربی زبان ہی ہے۔ امتِ مسلمہ کا عظیم ترین لٹریچر بھی اسی مقدس زبان میں موجود ہے جس میں ''قرآنِ عربی'' نازل فرمایا گیا۔ عربی زبان کی فصاحت ضرب المثل ہے۔ عالم عرب کے معروف سیکولر دانشور سیکولر ازم کا ترجمہ العلمانية کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی کسی نے اس کا ترجمہ ''مذہبی غیر جانبداری'' نہیں کیا۔ مگر عربی زبان کے دین پسند دانشوروں نے عرب سیکولر طبقہ کی جانب سے سیکولر ازم کے لئے 'علمانیت' کے مترادف کو غلط قرار دیا ہے۔ عالم عرب کے

شہرۂ آفاق مصنف علامہ یوسف قرضاوی نے اپنی کتاب ''سیکولرازم اور اسلام'' میں سیکولرازم کے معانی و مطالب پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اب دیکھنا یہ ہے کہ 'سیکولرزم' کا کیا مفہوم ہے؟ اس کے لئے عربی زبان میں 'علمانیت' کا لفظ مستعمل ہے جو کہ انگریزی Secularism، فرانسیسی Secularite کا ترجمہ ہے۔ مگر یہ ترجمہ غلط ہے اس لئے کہ لفظ عِلم یا اس کے مشتقات کا سیکولرزم سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ علم کا مترادف انگریزی اور فرانسیسی میں Science ہے جو مسلک یا فکر سائنس کی جانب منسوب ہوا، اسے Scientism کہا جاتا ہے اور علم کی جانب انگریزی میں نسبت ہو تو انگریزی میں اسے Scientific کہا جاتا ہے''

وہ اس موضوع پر علمی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

''بحرحال سیکولرزم کا صحیح ترجمہ 'لادینی' یا 'دنیاوی' ہے۔ دنیاوی نہ صرف ان معنوں میں کہ یہ اُخروی کے بالمقابل ہے بلکہ ان مخصوص معنوں میں کہ ایسا دنیاوی رویہ جن کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو یا اگر کوئی تعلق ہو تو یہ تعلق تضاد کا تعلق ہو۔ عربی زبان میں سیکولرازم کا ترجمہ ''علمانیت'' اس لئے کیا گیا ہے کہ ترجمہ کرنے والے 'دین' اور 'علم' کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو ان الفاظ کا مسیحی دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ مغرب میں دین اور علم دو متضاد الفاظ ہیں یعنی ان کے یہاں جو بات دینی یا مذہبی ہو وہ علمی نہیں ہوسکتی اور علمی بات دینی نہیں ہوسکتی۔ غرض ان کے یہاں علم اور عقل دین کے بالمقابل اور اس کی ضد ہیں اور اسی طرح 'علمانیۃ' اور 'عقلانیت' ایسے رویے ہیں جو دین کے برعکس ہیں'' (صفحات: ۴۹۔۵۱)

مشہور مستشرق آر بری اپنی کتاب ''مشرقِ وسطیٰ میں مذہب'' میں لکھتا ہے:

''مادّی علیت، انسانیت، طبیعی مذہب اور وضعیت سب لادینیت (سیکولرازم) کی صورتیں ہیں اور لادینیت یورپ اور امریکہ کا ایک نمایاں وصف ہے۔ اگرچہ یہ مظاہر مشرقِ اوسط میں بھی موجود ہیں لیکن انہیں کوئی فلسفیانہ رُخ یا متعین اَدبی رخ نہیں ملا۔ اس کا حقیقی نمونہ جمہوریہ ترکیہ میں مذہب و حکومت کی تفریق ہے''

پاکستان کے سیکولر دانشور سیکولرازم کا ترجمہ ''مذہبی غیر جانبداری'' اگر بتلاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ لغوی اور اصطلاحی اعتبار سے یا عملی اعتبار سے سیکولر ریاست غیر جانبدار ہوتی ہے۔ وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں کسی ''لادینی'' یا ''غیر مذہبی'' ریاست کا اس جرات مندی سے مطالبہ کرنا ممکن نہیں ہے جس طرح کہ یورپ میں۔ یہاں اس طرح کے مطالبہ کو نہ صرف مسترد کردیا جائے گا بلکہ اس کے خلاف شدید ردّعمل بھی سامنے آسکتا ہے، اسی لئے وہ اسلام کی کھلم کھلا مخالفت کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ وہ نظریاتی طور پر 'لادین' ہی ہیں مگر اپنے نظریے سے ان کی وابستگی اتنی شدید نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرسکیں۔ عالم اسلام میں ترکی سیکولر ریاست کی نمایاں ترین مثال ہے۔ وہاں جس 'غیر جانبداری' کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس کی داستانیں زبان زد عام ہیں۔ اس نام نہاد غیر جانبدار (سیکولر)

ریاست میں ایک خاتون رکن پارلیمنٹ کو محض اس لئے برداشت نہیں کیا جاتا کہ اس نے سر پر سکارف اوڑھ رکھا ہے۔ گذشتہ سال ترکی پارلیمنٹ کی خاتون رکن محترمہ مَروہ کی اسمبلی کی رُکنیت اس 'جرم' کی پاداش میں منسوخ کردی گئی اور ان کی شہریت ختم کردی گئی ۔ وہ اب دربدری کا دکھ سہہ رہی ہیں۔ سیکولر ازم کا اگر مزید مفہوم سمجھنا ہوتو پاکستان کے مادر پدر آزاد دانشوروں اور صحافیوں کی تحریریں پڑھ لی جائیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جو شدید نفرت اور حقارت ان کی تحریروں میں ملتی ہے، وہ اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ سیکولرازم کا جو مفہوم ان کے اپنے ذہنوں میں ہے اس کے لئے ''لادینیت'' بلکہ بعض انتہا پسند افراد کی صورت میں ''دہریت'' کے الفاظ ہی صحیح مترادفات ہیں۔

سیکولرزم کے حامیوں کے دوہرے معیار

پاکستان کے ایک سیکولر دانشور عزیز صدیقی صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں:

> ''ہر ملک کے آئین میں اس امر کا اعلان واشگاف طور پر ہونا چاہئے کہ اس کے تمام شہری اور مذہبی، نسلی اور لسانی گروہ قانون کی نظر میں برابر ہیں اور انہیں برابر کی سطح پر اور پوری آزادی کے ساتھ ہم آہنگی کے ماحول میں ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ریاست کو لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے سیکولر ہونا پڑے گا۔ ایک بے عمل ریاست کے بعد بدترین منافرت پیدا کرنے والی ریاست وہ ہے جو اپنے عمل میں جانبدار ہے اور جو حکومت غیر سیکولر ہے وہ صریحاً جانبدار ہے۔ چنانچہ ریاست کی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ علم، آگہی اور معقولیت کا ایسا ماحول پیدا کرے جس میں عصبیت پر مبنی اُصول اور تشدد کے حربے بالعموم ناپسند کئے جانے لگیں''
> (پاکستانی معاشرہ اور عدم رواداری: مرتب حسن عابدی، صفحہ نمبر ۶۴)

عزیز صدیقی صاحب جن معنوں میں سیکولر ریاست کو غیر جانبدار سمجھتے ہیں، ان معنوں میں ایک اسلامی ریاست بھی غیر جانبدار ہوتی ہے۔ اس میں قانون کی حکمرانی کا وہی تصور موجود ہے لیکن عملی حقائق کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ نہ تو سیکولر ریاست کلیۃً غیر جانبدار ہوتی ہے اور نہ ہی اسلامی ریاست۔ چونکہ دونوں ریاستوں کے پس پشت ایک بے حد توانا نظریہ کارفرما ہوتا ہے، اسی لئے دونوں ریاستیں ہی درحقیقت نظریاتی ریاستیں ہوتی ہیں۔ اور ایک نظریاتی ریاست کبھی بھی مکمل غیر جانبدار نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اسے ہونا چاہئے۔ ایک اسلامی ریاست اسلام کی نظریاتی اُساس سے متصادم سرگرمیوں کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کرے گی۔ ایک سیکولر ریاست اپنے شہریوں کو ساحل پر فطری لباس (ننگا پن) میں گھومنے کی تو بخوشی اجازت دے دیتی ہے، مگر یہی ریاست سکول کی بچیوں کے سر پر سکارف اوڑھنے کی اجازت نہیں دیتی، فرانس اور مصر کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ترکی کی سیکولر ریاست شہوت انگیز موسیقی کی کھلم کھلا اجازت دیتی ہے، مگر وہ مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اذان دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ وہاں کے تعلیمی اداروں میں مذہب دشمن مضامین پڑھائے جاتے ہیں مگر دین کی تعلیم کی اجازت نہیں ہے۔ اور پھر

ہمارے ہاں عزیز صدیقی صاحب جیسے سیکولر دانشور جوعلم، آگہی اور عقلیت سے بھرپور مگر عصبیت سے خالی معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں، وہ دینی مدارس پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہاں ان کی 'روا داری' ایک عجیب تنگ نظری میں بدل جاتی ہے۔ وہ علم سے مرادصرف دنیاوی علوم لیتے ہیں۔ اگر عوام اپنی مرضی سے دینی علوم کا اہتمام کرنا چاہیں تو یہ اسے برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ المختصر سیکولر ریاست کی ''غیر جانبداری اور عدم مداخلت'' ایک ڈھونگ اور رلایعنی دعویٰ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فحاشی اور عریانی کے خاتمے کے لئے ریاستی مداخلت زیادہ قابل قبول ہے یا دینی مدارس کو ختم کرنے یا اسکارف پر پابندی لگانے کے لئے ریاستی مداخلت زیادہ بہتر ہے۔ اس بات کا فیصلہ ہر ذی شعور پاکستانی مسلمان خود کرسکتا ہے۔

اسلام اور سیکولرزم میں مشترک قدریں ڈھونڈنے کی کوشش

ہمارے ہاں ایک مخصوص طبقہ جو مذہب سے مکمل انکار نہیں کرتا، اسلام اور سیکولرازم کے درمیان عجب مشابہت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ چونکہ سیکولرازم کا ایک پہلو دنیوی اُمور کی انجام دہی بھی ہے اور اسلام دین و دنیا کی تفریق کا قائل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حضرات 'دنیاداری' کو اسلام اور سیکولرازم کے درمیانی قدرِ مشترک قرار دے کر اسلام اور سیکولر ازم کے درمیان فرق کو مٹا دینا چاہتے ہیں اور پھر اس استدلال کے ذریعے بزعم خویش ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست ہی سیکولر ریاست ہے۔

روزنامہ ڈان (۲۵ر جون ۲۰۰۰ء) میں کراچی کے پروفیسر سید جمیل واسطی کا ایک مفصل مکتوب، ''اسلام اور سیکولرازم'' کے عنوان سے چھپا ہے۔ موصوف رقم طراز ہیں:

> ''لفظ 'سیکولر' کا 'لادینی' ترجمہ کرنا درحقیقت اس لفظ کے اصل مطلب کو مسخ کرنے اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کے مترادف ہے۔ اس لفظ کو اس کے اصل تاریخی تناظر سے الگ کرکے صحیح طور پر سمجھا نہیں جاسکتا۔ مسیحی مغرب میں دو متحارب قوتیں تھیں، یعنی چرچ اور ریاست، پوپ اور قیصر، جو ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اکثر آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی تھیں۔
>
> اسلام کے مذہبی اور سیاسی نظام میں، نہ تو کوئی چرچ ہے، نہ کوئی پوپ اور نہ ہی کسی قیصر (Emperor) کی گنجائش ہے۔ پہلے چار خلفاءِ راشدین نہ بادشاہ تھے، نہ ہی سلطان۔ سیکولر کا متضاد لفظ Theocratic (پادرانہ)، Monastic (راہبانہ) اور Clerical ہے، چونکہ اسلام میں کوئی چرچ نہیں ہے، نہ ہی کوئی راہبانہ سلسلہ ہے، اس لئے 'اسلامک' اور 'سیکولر' ریاست، دونوں اپنے شہریوں کو مذہبی آزادی دیتی ہیں۔ انہیں انسانی حقوق، آزادی، قانون و انصاف کی نگاہ ہی مساوات کی ضمانت دیتی ہیں، سیکولر کا مطلب ہے: دنیاوی اور مادّی اور اسلام ایک جامع مذہب کی حیثیت سے چونکہ دنیاوی معاملات ومفادات کا احاطہ بھی کرتا ہے لہٰذا یہ ایک سول (Civil) اور سیکولر مذہب ہے''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام دُنیوی اور اُخروی زندگی دونوں کے معاملات کا اِحاطہ کرتا ہے،

اسلام میں دین و دنیا کی ثنویت نہیں ہے۔ اسلام جہاں اپنے پیروکاروں کو اُخروی زندگی کی تیاری کے لئے ہدایت کرتا ہے۔ وہاں انہیں یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ ''اس دنیا میں سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو'' (القرآن) مگر سیکولرازم اور اسلام کی 'اپروچ' یکسر مختلف ہے۔ اسلام اُخروی و دنیوی زندگی میں توازن کا درس دیتا ہے، مگر سیکولرازم کے ہاں 'اخروی' معاملات کی سرے سے گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہاں تو مقصود و مطلوب محض دنیاوی لذائذ ہیں۔ دنیاوی لذتوں کی طرف یکطرفہ رجحان خودغرضی، حرص اور مادّہ پرستی کے جذبات پروان چڑھتا ہے۔ سیکولرازم میں دنیا سے شدید رغبت اور آخرت سے عدم رغبتی کا تصور ملتا ہے۔ اسی لئے اسلام اور سیکولرزم میں ایک جزوی مماثلت کے باوجود دونوں کے نظریۂ حیات میں بہت فرق ہے۔ لہٰذا اسلام کا سیکولرازم سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔ ''دنیویت'' سیکولرازم جیسی وسیع اصطلاح کا محض ایک پہلو ہے۔ اس اصطلاح کا غالب پہلو وہ ہے جسے ''لادینیت'' کہا جاتا ہے۔ پروفیسر جمیل واسطی صاحب جیسے افراد کی عیسائیت کے مقابلے میں اسلام کی برتری ظاہر کرنے کی یہ کاوش جتنی بھی نیک نیتی پر مبنی ہو، مگر اس کے مضمرات نہایت خطرناک ہوں گے۔ پاکستان میں بعض اشتراکی مفکرین نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ''اسلامک سوشلزم'' کی اصطلاح وضع کی۔ اسلام اور اشتراکیت کے درمیان انہوں نے بہت سے مشترک پہلوؤں کی نشاندہی بھی کی۔ ایک اور طبقہ جو یورپ کی جمہوریت سے بے حد متاثر ہے وہ اسلام اور جمہوریت کے درمیان اسی طرح مشترکہ نکات کو بیان کر کے ''اسلامک ڈیموکریسی'' جیسی اصطلاح کو رواج دینے میں مصروف رہتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اسلام، اسلام ہی ہے۔ اسے کسی سابقے یا لاحقے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر بقول واسطی صاحب اسلام ایک سیکولر مذہب ہے۔ تو پھر سیکولرازم کے نفاذ کا مطالبہ کیوں کیا جاتا ہے، سیدھے سبھاؤ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس طرح کے التباس اور ابہام کو جان بوجھ کر کیوں پیدا کیا جاتا ہے۔

سیکولرزم کی مراد معین کرنے سے گریز

جناب تنویر قیصر شاہد اپنے مذکورہ کالم میں لکھتے ہیں:

''یہ ہماری کم علمی ہے یا حقیقت سے فرار کہ پاکستان میں سیکولرازم کے لفظ کی گالی تو آسانی سے دے دی جاتی ہے لیکن قانون یا پارلیمنٹ نے اس لفظ کی تشریح کی ہے، نہ اسے Define کیا ہے''

پاکستان کی پارلیمنٹ کی ''کوتاہیوں'' کا شمار کیا جائے تو ایک طویل فہرست مرتب ہوسکتی ہے، مگر موصوف کی اس ضمن میں خفگی بے جا ہے کیونکہ دنیا کی کسی پارلیمنٹ نے سیکولرازم کی تعریف کا تعین نہیں کیا، یہ کام وہاں کے ماہرین لسانیات اور دانشوروں نے انجام دیا ہے۔ پاکستان کے دانش باز سخن سازیاں تو بہت کرتے ہیں مگر 'سیکولرزم' کو اپنی خواہش کے مطابق Define نہیں کرتے، مزید برآں ایک 'سیکولر' آدمی کو 'لادین' کہنا اسی طرح گالی نہیں ہے جس طرح ایک طوائف کو بدکارہ کہنا اور ایک کرپٹ آدمی کو

حرام خور کہنا گالی نہیں ہے۔ یہ حقیقتِ حال کا اظہار ہے۔ جو لوگ اسلام کے مقابلے میں پاکستان میں سیکولرزم لانا چاہتے ہیں، انہیں مسلمان عوام کو اس قدر تو اظہارِ رائے کی آزادی دینی چاہئے کہ وہ انہیں 'لادین' کہہ سکیں۔ ظاہر ہے کہ وہ انہیں ملک بدر کرنے سے تو رہے۔ اگر ایک سوشلسٹ ریاست میں سوشلزم کے مخالفوں کو ملک بدر کرنا غلط نہیں سمجھا جاتا تو ایک خالص اسلامی ریاست میں اس کے نظریاتی مخالفوں کو ملک بدر کرنا بھی غلط نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ مگر ہمارے سرخ جنت کے پجاری جو بات سوویت یونین کے ضمن میں درست سمجھتے تھے، وہ پاکستان کے بارے میں غلط سمجھتے ہیں!!!

آخر میں ہم بے حد زور دے کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سیکولرزم کا مطلب بلاشبہ اسلام دشمنی ہے۔ چونکہ پاکستان کی نظریاتی اساس اسلام ہے، ان معنوں میں اس کا دوسرا مطلب پاکستان دشمنی بھی ہے۔ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔ اسلام ہی پاکستان کی اصل شناخت ہے، ورنہ اس کا وجود بے معنی ہے، اگر سیکولرازم کو ہی نافذ کرنا تھا تو پاکستان کے قیام کیلئے لاکھوں جانوں کی قربانی دینی کیا ضروری تھی؟

سیکولرزم: عیسائیت اور اسلام کے تناظر میں

آج کا ماڈرن، مغرب زدہ اور بزعم خویش لبرل مسلمان سیکولرازم کو جو بھی معنی پہنائے، اسلام اور سیکولرزم کے درمیان کسی قسم کی مطابقت پیدا کرنے کی کاوش صحرا میں سراب کو پانی سمجھ کر اپنے آپ کو ہلکان کرنے کے مترادف ہے۔ یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اسلام اور سیکولرزم باہم مخالف اور متصادم نظام ہائے فکر ہیں، مگر وہ تلبیس کوشی کے پردے میں بات کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے اگر اسلام کی کھل کر مخالفت کی تو عوام کے شدید عتاب کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا اور مغربی جمہوریت نے انہیں کچھ اور بات ذہن نشین کرائی ہو یا نہیں، البتہ انہیں جمہوریت کے رٹو طوطے ضرور بنا دیا ہے، وہ جمہوریت اور عوام کا راگ اُلاپتے رہتے ہیں۔ وہ عوام کو اپنے فکری اِلحاد میں رنگنا چاہتے ہیں، مگر اس باغیانہ تبلیغ کے لئے جو اخلاقی جراءت درکار ہے، اس سے ان کا دامن دِل تہی خاطر ہے۔

اسلام اور مغرب کے سیاسی تصورات کے درمیان اُصولی، کلیدی اور بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ اِسلام، چرچ اور ریاست یا زیادہ بہتر الفاظ میں دین و سیاست کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے۔ اسلام کے اندر پوپ اور قیصر کی تفریق نہیں ہے۔ خلفاءِ راشدین سے لے کر خاندانِ بنواُمیہ، خاندانِ بنوعباسیہ، عثمانی سلطنت و مابعد اِسلامی تاریخ کا کوئی بھی دور ایسا نہیں ہے جہاں پوپ اور قیصر یا کسی مذہبی پنڈت اور خلیفہ کے درمیان کوئی تصادم یا باقاعدہ محاذ آرائی کی صورت نظر آتی ہو۔ اسلامی تہذیب وتمدن کلیسا جیسے کڑی درجہ بندی پر مشتمل اِدارے کے وجود تک سے نا آشنا ہے۔ جبکہ مسیحی یورپ کی پوری تاریخ میں کلیسا نے اہم ترین ادارے کا کردار اُدا کیا ہے۔ یورپ کے قرونِ وسطٰی کی کئی صدیاں تو ایسی ہیں کہ جس میں قیصر کا

اِقتدار تو برائے نام رہ گیا تھا، اصل اِقتدار کا مالک کلیسا یا پوپ ہی تھا۔ قیصر سیاسی حکمران ہونے کے باوجود عملاً پوپ کا ماتحت ہی تھا۔ پوپ کی خوشنودی کا حصول مسیحی حکمرانوں کے سیاسی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ناگزیر تھا۔ مگر دوسری طرف اسلامی تاریخ کو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ تعجب ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے متقی ترین اَفراد کو خلیفہ وقت کی طرف سے کوڑوں کی ذلت آمیز سزاؤں سے دوچار کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خلیفہ کی طرف سے ملازمت کی پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ جیسے جلیل القدر ائمہ کرام نے اس ضمن میں عزیمت کی جو داستانیں رقم کی ہیں، اسلامی تاریخ ان پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ دوسری جانب کلیسا کی تاریخ کا ایک ایک ورق گواہی دے رہا ہے کہ پوپ اور اس کے حواری مجسٹریٹ جیسی معمولی آسامی کے لئے حکمرانِ وقت سے تصادم اور جنگ و جدل کرتے رہے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کے درمیان دوسرا اہم ترین فرق یہ ہے کہ عیسائیت میں تقویٰ اور تدین کی معراج یہ ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے جنگل میں ڈیرے ڈال لے اور دنیاوی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کر لے۔ کلیسا کی اس غیر فطری روِش کا نتیجہ ہی تھا کہ مسیحی پادریوں کے لئے عورت سے نکاح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ مگر اسلام اپنے پیروکاروں کو دنیا میں رہتے ہوئے تزکیہ نفس اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی ہدایت کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام، محسن انسانیت حضور اکرم ﷺ کا معروف ارشادِ گرامی ہے کہ:

''اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے''

گذشتہ سطور میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ مغرب میں سیکولرزم کے نظریے کی ابتدا ہی اس تصور سے ہوئی کہ وہاں کے بعض مفکرین نے روحانی معاملات سے ہٹ کر دنیاوی معاملات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی۔ اسلام کے اندر نماز، روزے کی طرح اپنے بچوں کے لئے رزقِ حلال کی کوشش کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ کلیسا نے عورت کو چھونا حرام قرار دیا تھا مگر اسلام نے اپنی زوجہ سے صنفی مواصلت کو صدقہ اور باعث اجر قرار دیا، قرآنِ مجید میں واضح حکم دیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ یعنی ''دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو''

جہاں تک چرچ اور ریاست کے درمیان تفریق کی بات ہے، یہ تصور مغرب کے سیکولر دانشوروں کے ذہن کی تخلیق نہیں ہے۔ خود عیسائیت کی بنیادی تعلیمات میں دین و سیاست کی تفریق کی واضح تعلیم موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا اُسلوب اور منہج اَخلاقی ہے، اسی لئے انہوں نے برملا یہ اعلان کیا کہ وہ شریعتِ موسوی کی پابندی کرتے ہیں۔ شریعت یعنی نظامِ عمل یا طریقۂ کار کے بغیر ریاستی نظم ونسق نہیں چلایا جاسکتا۔ اَخلاقی تعلیمات کے مقابلے میں شریعت کی خصوصیت اس کا قانونی پہلو اور محکم ضابطوں کا وجود ہے۔ جسے معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام کے لئے نافذ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نئی شریعت نہیں لائے تھے، اسی لئے انہوں نے حکومت کرنے کی خواہش کا

اِظہار یا جدوجہد کبھی نہیں کی۔ لیکن اسلام اور شارعِ اسلام کا معاملہ یکسر مختلف ہے۔ اسلام مجرد اَخلاقی تعلیمات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ہر اعتبار سے مکمل ضابطہ حیات ہے جو اِنسانی زندگی کے تمام پہلوؤں بالخصوص سیاسی پہلو کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے۔ اسلام کا نظامِ حیات ایک قوتِ نافذہ کا متقاضی ہے۔ اسلامی شریعت سماجی عدل کے قیام کے لئے اسلامی ریاست کے قیام کو ناگزیر سمجھتی ہے۔ انجیل میں واضح طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں: ''جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب یہ جملہ اپنی روح کے اعتبار سے دین و دنیا کی اِسی تفریق کا اعلان ہے جو سیکولرازم کی اَساس ہے۔ یورپ کی موجودہ سلطنتیں اسی تصور پر قائم ہوئی ہیں۔ یہ تصور چونکہ عیسائیت اور سیکولرزم دونوں میں مشترک ہے لہٰذا مغرب میں اس نظریے کو جو والہانہ پذیرائی میسر آئی ہے وہ زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلطنت اور دین کی تفریق کا یہ نظریہ جدید سیکولر مغرب کا ''متفقہ مذہب'' ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ مگر یہ تصور اسلام کے اَساسی نظریات کے صریحاً منافی ہے۔ سید سلیمان ندوی اسلام میں دین و دنیا کی وحدت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلام دین و دنیا اور جنتِ ارضی اور جنتِ سماوی اور آسمانی بادشاہی اور زمین کی خلافت دونوں کی دعوت لے کر اوّل ہی روز سے پیدا ہوا۔ اس کے نزدیک عیسائیوں کی طرح خدا اور قیصر دو نہیں، ایک ہی شہنشاہ علی الاطلاق ہے جس کی حدودِ حکومت میں نہ کوئی قیصر ہے اور نہ کوئی کسریٰ۔ اسی کا حکم عرش سے فرش تک اور آسمان سے زمین تک جاری ہے، وہی آسمان پر حکمران ہے، وہی زمین پر فرماں روا ہے'' (سیرت النبیؐ: جلد ہفتم، صفحہ نمبر ۴۵)

ایک اور مقام پر سید سلیمان ندوی اسی بات کو بے حد خوبصورت پیرائے میں بیان فرماتے ہیں:

''اسلامی سلطنت ایسی سلطنت ہے جو ہمہ تن دین ہے یا ایسا دین ہے جو سرتاپا سلطنت ہے مگر سلطنتِ الٰہی کے اِجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سلطنتِ الٰہی میں قیصر کا وجود نہیں۔ اس میں ایک ہی حاکمِ اعلیٰ و آمر مانا گیا ہے۔ وہ حاکم علی الاطلاق اور شہنشاہ قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ آنحضرت ا اس دین کے سب سے آخری نبی اور پیغمبر تھے اور وہی اس سلطنت کے سب سے پہلے امیر، حاکم اور فرماں روا تھے۔ آپ کے احکام کی بجا آوری عین احکام خداوندی کی بجا آوری ہے۔ ''جس نے رسولؐ کی اطاعت کی، اس نے خدا کی اطاعت کی'' النساء: آیت ۸ (ایضاً، ص ۱۱۰)

اسلامی تاریخ کا شاید ہی کوئی نامور مصنف ہو جس نے اسلام اور مسیحیت کے اس اُصولی فرق کی نشاندہی نہ کی ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

''کسی بھی پیغمبر نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس سے حاصل نہیں ہوتی کہ آدمی تمدن کے معاملاتی حصے میں بعض طبائع کی خودغرضی اور فساد سے بیزار ہو کر اس سے علیحدگی

اختیار کرلے۔ جنہوں نے لوگوں سے میل جول رکھنے اور خیر وشر میں ان کے شریکِ حال رہنے سے قطعاً علیحدگی اختیار کر کے پہاڑوں کی کھوؤں اور خانقاہوں کے تنگ و تاریک حجروں میں جا کر پناہ لی اور وحشیانہ زندگی بسر کرنا انہوں نے اختیار کرلیا، ان کی یہ ادا حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں ہرگز پسندیدہ نہیں''

جدید اسلامی دنیا کے نامور مفکر، مصر کے علامہ یوسف القرضاوی سیکولرزم اور اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے نہایت بلیغ اور مؤثر پیرائے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اسلام میں سرے سے انسانی زندگی کے معاملات کی یہ تقسیم ہی نہیں کہ زندگی کے یہ اُمور دینی ہیں اور یہ غیر دینی۔ دین و دنیا کی تقسیم ہی غیر اسلامی، اور مسیحی مغرب سے درآمد شدہ ہے اور جو ہمارے معاشرے میں بعض اداروں اور لوگوں کے بارے میں دینی اور غیر دینی (سیکولر) کے اَلفاظ استعمال ہوتے ہیں، اس تقسیم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے...... اسلامی نظامِ حیات میں زندگی کے یہ دو حصے کبھی نہیں رہے اور دین و دنیا کی تفریق کبھی قائم نہیں ہوئی۔ اسلام اس دین سے آشنا نہیں جو سیاست سے عاری ہو اور اس سیاست کو تسلیم نہیں کرتا جو دین سے خالی ہو۔ اسلام میں انسانی زندگی کے تمام پہلو اس طرح باہم مربوط اور دوش بدوش رہے ہیں جس طرح جسم و جان کا رشتہ باہم مربوط ہے۔ اس لئے اسلام کی نظر میں دین اور علم، دین اور دنیا، دین اور حکومت، ہر رشتہ مربوط، غیر منفصل اور کبھی نہ جدا ہونے والا ہے'' (''سیکولرازم اور اسلام'' صفحہ ۵۳، اُردو ترجمہ: ساجد الرحمٰن صدیقی)

یورپ کی جدید تہذیب عدمِ توازن کا شکار ہے۔ قدیم یورپ ایک انتہا پر تھا تو جدید یورپ ایک دوسری انتہا پر پہنچ گیا ہے۔ قدیم یورپ میں عورت کو پاپ کی گٹھڑی، نہ علیظ مخلوق سمجھا جاتا تھا، اسے جائیداد میں سرے سے کوئی شراکت حاصل نہ تھی۔ اس کا اپنا کوئی تشخص نہ تھا، مگر جدید یورپ میں عورت کو اس قدر آزادی دی گئی ہے کہ عملاً وہ کوئی بھی پابندی قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ عورتوں کی ہم جنس پرستی اور اسقاطِ حمل کے حق کو حال ہی میں اقوام متحدہ کی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں ''بنیادی انسانی حقوق'' کے طور پر اَقوامِ عالم سے تسلیم کرانے کی کوشش کی گئی۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں فرد کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے۔ حکمرانوں کو خدائی حقوق کے نام پر جابرانہ اختیارات حاصل تھے، آج فرد کی آزادیوں کے مقابلے میں معاشرے کے حقوق نہ ہونے کے برابر ہیں۔ قدیم یورپ میں جائیداد کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ کی صورت میں جاگیرداری نظام رائج تھا، اس کے ردّعمل میں جب اشتراکیت کا نظام سامنے لایا گیا تو اس میں ذاتی جائیداد کے حق کا سرے سے ہی انکار کردیا گیا۔ قدیم یورپ میں کلیسا کو اس قدر اختیارات حاصل تھے کہ اُمورِ ریاست کا کوئی بھی معاملہ کلیسا کی رضا جوئی کے بغیر جائز تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ کلیسا جسے چاہتا تھا جائز قرار دیتا اور جسے چاہتا ناجائز اور کافرانہ قرار دے کر مسترد کردیتا۔ جدید یورپ سیکولرزم کا حامی ہے جس میں مذہب کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ سیکولرزم کے تصور سے پہلے دنیاوی زندگی سے متمتع ہونا

ایک گناہ کی بات تصور کی جاتی تھی۔ معمولی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا بھی عاصیانہ عیش پرستی کے زمرے میں شمار ہوتا تھا، مگر اس کا ردِّ عمل یہ ہے کہ آج کا سیکولر یورپ اُخروی زندگی کے تصور سے ہی بیزار ہے۔ آج کا مغربی انسان اس دنیا کی لذتوں سے حریصانہ طور پر لذت اندوز ہونے کو ہی زندگی کا نصب العین سمجھتا ہے۔ گویا پہلے اگر دنیاوی معاملات کے متعلق تفریط تھی تو آج اِفراط کی اجارہ داری ہے۔

اسلامی نظام میں دین و دنیا کے درمیان حسن توازن قائم کیا گیا ہے۔ اسلام دنیا سے مکمل بے رغبتی کا پرچار نہیں کرتا اور نہ ہی دنیاوی لذتوں میں غرق ہو کر اُخروی زندگی کو یکسر بھلا دینے کو قابل تحسین سمجھتا ہے۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار کے مطابق

''قرآنِ مجید میں دنیا کا لفظ ایک سو پندرہ مرتبہ آیا ہے اور اکثر آخرت کے مقابلے پر آیا ہے۔ قرآن کی رو سے دنیا اور آخرت دونوں کائنات کی حقیقت میں شامل ہیں اور ایک مؤمن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ان دونوں کی فلاح و سعادت کے لئے کوشاں ہو، خدا پرستی اور دین داری، دنیوی معیشت اور ترقی کے خلاف نہیں، اسی لئے ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً﴾ ''یعنی اے ربّ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما'' (البقرۃ:۲۰۱) کی دعا سکھائی گئی ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کے حصول کی اِلتجا کی گئی ہے۔ قرآنِ مجید میں حج کے اَحکام کے سلسلے میں حکم ہوا: ''اس میں تمہارے لئے کوئی گناہ نہیں کہ (اعمالِ حج کے ساتھ) تم اپنے پروردگار کے فضل کی تلاش میں بھی رہو۔ البتہ ایسانہ کرنا چاہئے کہ کاروبارِ دنیوی کے انہماک کی وجہ سے حج کے اوقات واَعمال سے بے پروا ہو جاؤ'' (البقرۃ:۱۹۸)۔ لیکن اسلام میں اس امر کی ممانعت ہے کہ صرف دنیا کو عین مقصود سمجھ لیا جائے اور آخرت کا انکار یا اس سے قطع نظر ہو جائے۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ خداوندی ہے: ''کیا تم آخرت کے مقابلے میں حیاتِ دنیوی کو پسند کرنے لگے ہو'' (التوبہ:۳۲)

ان ارشاداتِ ربانی سے معلوم ہوا کہ دین اسلام دنیا کا مخالف نہیں بلکہ اس دنیا پرستی کا مخالف ہے جو انسان کو خدا پرستی، نیکی اور جزا وسزا کے عقیدے سے غافل کر دیتی ہے۔ دوسری تیسری صدی ہجری میں زُہد وتصوف کے کچھ مسالک ظہور میں آئے، جن کے زیر اثر ترکِ دنیا اور ترکِ سعی کی تلقین ہوئی، لیکن یہ انتہا پسند صوفیوں اور زاہدوں کا مسلک تھا۔ جن معتدل صوفیا کی نظر روحِ شریعت پر رہی، انہوں نے بری دنیا داری سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ کسبِ معاش اور سعی وعمل کو ضروری قرار دیا ہے۔ جمہور اکابر علماء اور حکماءِ اسلام نے زندگی کو ایک معرکۂ عمل قرار دیا ہے اور اس سے فرار کا سبق نہیں سکھایا۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے 'مقدمہ' میں دنیا کو آخرت کی تجربہ گاہ قرار دے کر اس میں حسن زندگی کو انسان کا فطری تقاضا اور اس کا کمال ظاہر کیا ہے۔ مفکر اسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے دنیوی زندگی کو آخرت سے وابستہ کرنے کی حکمت یہ بتائی ہے کہ اعمالِ انسانی کے لئے ایک ایسا اَخلاقی معیار مہیا ہو جائے جو مثالی ہو۔ ابن مسکویہ اور امام غزالی نے سعادت کو دُنیوی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے۔ (باقی آئندہ)

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج ۔ کویت

ذرائع ابلاغ اور ان کی قومی وملی ذمہ داریاں

قومی ٹیلیویژن پر فحاشی وعریانی کے بڑھتے ہوئے منظم سیلاب پر ملک کے سنجیدہ حلقوں میں تشویش روز بروز بڑھ رہی ہے اور پرنٹ میڈیا میں ان حلقوں کی طرف سے برابر احتجاج سامنے آرہا ہے اور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ قومی امنگوں اور ملی اقدار کو پامال کرنے کی اس مہم کو فوری طور پر ختم کیا جائے اور اس مہم کے ذمہ دار عناصر کو یا تو برطرف کیا جائے یا ان کو اسلامی، اخلاقی اقدار کا پابند کیا جائے تاکہ قومی ٹیلی ویژن سے ایسے پروگرام نشر ہوں جو ہماری تہذیب وثقافت۔ غیرت وحمیت۔ جہاد وتقوی اور وقار وعظمت کی اسلامی اقدار کے مظہر ہوں اور قومی اخلاق وکردار کی تعمیر میں مؤثر اور مثبت رول ادا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ وزارت اطلاعات و نشریات کا قلمدان کسی بہتر محب وطن اور اسلام دوست شخصیت کے حوالے کیا جائے جو عصر حاضر کی ابلاغ عامہ کی ضروریات کے ساتھ ساتھ قوم کی اجتماعی۔ اخلاقی و روحانی تعمیر اور قومی وملی تشخص اجاگر کرنے کی اہمیت وضرورت کا شعور وجذبہ رکھتی ہو۔

قومی ٹیلیویژن کے حالیہ پروگرام غیر معیاری غیر اخلاقی اور بے حیائی کے فروغ کا باعث ہیں اور نئی نسل کے اپنے دین سے دلچسپی کو ختم کر کے مغربیت کی مادر پدر آزاد تہذیب کو اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اپنے ارد گرد کے بدلتے ہوئے ماحول سے قومی سطح پر ان کے منفر اثرات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پی وی ٹی کے ارباب اختیار کی بے حسی کے بارے یہ جان کر سخت رنج وصدمہ ہوا کہ انہوں نے اپنے نیوز بلیٹن میں بھارتی درندوں کے ہاتھوں بے دردی اور وحشیانہ طور پر قتل کئے گئے لنبوٹ (آزاد کشمیر) کے بے گناہ مظلومین کی خون آلودہ اور بعض سر بریدہ لاشوں کے دل ہلا دینے والے مناظر دکھانے کے فوراً بعد رقص وسنگیت کے عریاں اور شرمناک پروگرام دکھانا شروع کر دیئے جس سے ناظرین کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے اس حرکت کو قومی غیرت وحمیت کے ساتھ ظالمانہ مذاق کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ پروگراموں کا ایسی ترتیب وتشکیل سے واقعات وحالات کی حقیقی تلخی وسنگینی کے دیرپا اثرات کس طرح ناظرین کے ذہنوں میں محفوظ رہ سکتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے بہیمانہ اعمال واقدامات کے بارے دنیا کو کیسے متاثر کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے ہمارے ذرائع ابلاغ قومی پروپیگنڈا کے میدان میں اپنے نکتہ نظر کی تشہیر کے لئے کبھی بھی قابلِ فخر نہیں رہے۔ پی ٹی وی کی مذکورہ حرکت سے قومی سطح پر سخت مایوسی اور افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔

ہمارے ذرائع ابلاغ کی نشریات کا تجزیاتی تاثر یہ ہے کہ قوم کو دانستہ طور پر اپنی شناخت کے شعور سے محروم کیا جا رہا ہے جس سے قوم کے نوجوانان کے فطری تعمیری رجحانات کا رخ تیزی سے غیر ضروری۔ فضول و بے مقصد سمتوں کی طرف مُڑ رہا ہے۔ جس سے قومی ٹیلینٹ توانائی اور وسائل کا بلاوجہ ضیاع ہو رہا ہے ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ بحیثیت قوم ہم ابھی تک اپنی ترجیحات کا تعین ہی نہیں کر پائے اور اس المیے کے ذمہ دار صاحبان اختیار واقتدار ہیں کیا یہ المیہ نہیں ہے کہ عالمی سطح پر پاکستان کو ایک ناکام ریاست ثابت کرنے کی بھرپور کوششیں ہو رہی ہیں اور اس کے وجود کو پیہم خطرات کا سامنا ہے اور ادھر حکومت بسنت کے ہندوانہ۔ غیر اسلامی، فضول و

بے مقصد تہوار کی سرکاری سرپرستی کرتے ہوئے قومی ٹیلیویژن پر اسے مکمل کوریج دے رہی ہے۔ کیا یہ قومی ٹیلنٹ کی غلط سمت رہنمائی نہیں؟ کیا یہ قومی توانائی اور وسائل کا بلا مقصد ضیاع نہیں ہے؟ بسنت کافرانہ رسومات کی علامت ہے ہمارے ہاں اس موقع پر پتنگ بازی کی وسیع پیمانے پر حوصلہ افزائی سے مردو زن کے مخلوط مقابلوں میں تفریح کے نام پر فحاشی و بے حیائی کو فروغ ملتا ہے جسکا ہمارے تہذیب و اخلاق سے دور کا بھی واسطہ نہیں لیکن حکومت ہے کہ اس موقع پر اپنی سرپرستی کے ساتھ ٹیلیویژن پر کوریج سے بسنت و پتنگ کی ہندوانہ رسم کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ یہ کس قدر مایوس کن صورت حال ہے جو ہمارے قومی و ملی مزاج و اخلاق اور شعار کے سراسر خلاف ہے ہم تو بت شکن قوم ہیں اور ترک رسوم ہمارا شعار ہے اس نسبت سے ہمارا شعار اور طرز عمل بسنت و پتنگ کی حوصلہ افزائی نہیں بلکہ

چھوڑ بسنت پتنگ

کر کفر سے جنگ

ہونا چاہئے۔ ہمارے دشمن ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے راستے تلاش کر رہے ہیں اور ہماری قوم کو بسنت پتنگ بازی، رقص، سنگیت اور لہو ولعب سے بہلایا جارہا ہے آخر یہ کس کے ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے۔ موجودہ حکومت کی سرپرستی میں میڈیا نے بے حیائی کے فروغ میں گزشتہ حکوت کے ریکارڈ بھی توڑ دیئے ہیں ابھی یہ حالت ہے تو حکومت کی لبرل پالیسی کے نتیجہ میں جب پرائیویٹ ٹی وی چینلز کا اجراء ہوگا تو پھر کیا حال ہوگا اور ملک کے اسلامی تشخص اور ثقافتی اقدار کے تحفظ کی کیا ضمانت ہوگی۔

پاکستان 13 کروڑ مسلمانوں کا ملک ہے جسمیں محض محدودے چند افراد بیرونی قوتوں کے آلہ کار بن کر گزشتہ پچاس سالوں سے ملک کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کر رہے ہیں اور ملک کی ثقافت کو غلط رنگ دے رہے ہیں اور مسلمان خواتین کی غلط تصویر کشی کرتے ہیں پاکستان کی خواتین کی اکثریت پوری دنیا میں حیا و تقدس کی علامت ہیں۔ ٹی وی کے پروگرام ان باحیا خواتین کی ہرگز نمائندگی نہیں کرتے بلکہ ان کے بارے غلط تاثر پیدا کرتے ہیں پاکستان کی باحیا خواتین اپنے بارے غلط تاثر کے خلاف ان پروگراموں کی مذمت کرتی ہیں اور حکومت سے امید رکھتی ہیں کہ وہ انکی چادر اور چاردیواری کی حفاظت کے ساتھ مغربی طرز زندگی کے دین آزار ٹی وی پروگراموں کو بند کر کے انکے گھروں میں معصوم بچیوں کو فحش اثرات سے محفوظ رکھنے کیلئے موثر اقدام کریں۔

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء

مؤلف: محمد عمر فاروق

-/150 روپے

جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف ایک عظیم تحریک "فوجی بھرتی بائیکاٹ" ملک بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز، اکابر احرار کی جرأت و کردار، آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ، قربانی و ایثار کی لازوال داستان، ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات، تاریخ آزادی ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ● مکتبہ احرار 69 سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

کاشف گیلانی

نعت

جانا تھا کہاں جاتے ہی کدھر ارباب وطن کملی والے　　اے رہبر کل اے ختم رسل اے شاہ زمن کملی والے
درکار ہے چشم لطف و کرم دنیا سے کہیں مٹ جائیں نہ ہم　　ایسا نہ ہو گل چیں کے ہاتھوں لٹ جائے چمن کملی والے
ہم راہ وفا پر چل نکلے جاں نکلے آج کہ کل نکلے　　اس راہ میں اب زنداں آئے یا دار و رسن کملی والے
یہ حسن مدینہ کیا کہنے یہ شان مدینہ کیا کہنے　　یہ آب و ہوا یہ ارض و سما یہ کوہ و دمن کملی والے
کاشف کے ہے جو کچھ دامن میں سب آپ کا ہے احسان و کرم　　یہ فکر و نظر یہ لفظ و بیاں یہ شعر و سخن کملی والے

حافظ محمد ظہور الحق ظہور

اصحابی کالنجوم

مجھے ماں باپ سے اولاد سے جاں سے بھی پیارے ہیں　　صحابہ راحت قلب و جگر آنکھوں کے تارے ہیں
صحابہ رونق بزم رسالت بن کے آئے ہیں　　صحابہ ہی نے سمجھائے نبی کے جو اشارے ہیں
صحابہ نے صداقت سے عدالت سے سخاوت سے　　شجاعت سے پریشاں گیسوئے عالم سوارے ہیں
صحابہ ہی کی نصرت کو خدا نے آسمانوں سے　　فضائے بدر میں لشکر فرشتوں کے اتارے ہیں
صحابہ کو خدا نے عزو تمکین و رضا بخشی　　خدا کے برگزیدہ ہیں رسول اللہ کے پیارے ہیں
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر نے محبت سے　　نبی کے بعد بھی یک جان ہو کر دن گزارے ہیں

ظہور! اللہ کے محبوب نے ارشاد فرمایا
صحابہ آسمانِ رشد کے روشن ستارے ہیں

خطیب الامت، بطلِ حریت امیر شریعت سید
عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات
ملی و دینی خدمات، جہد و ایثار اور عزیمت و استقلال کا عظیم مرقع
نیا ایڈیشن، رنگین و دیدہ زیب سرورق کے ساتھ
پہلے تمام ایڈیشنوں سے یکسر مختلف اور منفرد

حیات امیر شریعت

مؤلف جانباز مرزا　(قیمت:=/150روپے)

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان ● مکتبہ احرار 69 سی
حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

(حاجی ملک ماہر کرنالی)

ماہ صیام اللہ اللہ

ہے کیا عزت واحترام اللہ اللہ — ہے کیا شان ماہ صیام اللہ اللہ
ہر اک سمت بارش ہے، انوار کی — ہیں بدلے ہوئے صبح شام اللہ اللہ
ترستے تھے جس رحمت خاص کو — ہے نور افشاں بالائے بام اللہ اللہ
یہ تسبیح تہلیل کے زمزمے — یہ ذکر سجود و قیام اللہ اللہ
عبادت میں ہر کوئی مصروف ہے — ہے گردش میں رحمت جام اللہ اللہ
یہ شب ہی سے سحری کی تیاریاں — یہ افطار کا اہتمام اللہ اللہ
جو مانگیں کے مل جانے کا لازمی — خدا خود ہے ہم کلام اللہ اللہ
اے ایمان والو! ذرا سوچئے — ہے کیسا یہ فیض تمام اللہ اللہ
مقدر سے میری بھی بن آئی ہے — ہوا مجھ پر بھی لطف عام اللہ اللہ
جی ہاں روزیداروں کی فہرست میں — ہے موجود میرا بھی نام اللہ اللہ
کسی کی طرح میں کہوں کیوں نہ ماہر — کہاں میں کہاں یہ مقام اللہ اللہ

ماہِ صیام آیا

حافظ محمد ظہور الحق ظہور

نویدِ رحمتِ حق لے کے پھر ماہِ صیام آیا — بہ ارشادِ پیمبر سب مہینوں کا امام آیا
یہ رحمت، مغفرت، برکت، سعادت کا مہینہ ہے — مسلمانوں پہ لازم اس کا قدر و احترام آیا
ادھر کھولے گئے در ہائے جنت اہل ایماں پر — ادھر حکمِ گرفتاری ہر اک شیطاں کے نام آیا
جہاں والوں کی قسمت جاگ اٹھی اس مہینے میں — فلک سے فرش والوں کیلئے حق کا نظام آیا
قدح خوارانِ عشقِ مصطفےٰ بس جھوم جھوم اٹھے — مئے توحید سے لبریز جب گردش میں جام آیا
گلستانِ مساجد میں بہارِ جاں فزا آئی — خدا کی بندگی کو ہر مسلماں خوش خرام آیا
یہی موسم ہے بھرلو گوہرِ مقصود سے دامن — رہا جو خوابِ غفلت میں وہ بے نیل مرام آیا
یہی کشتِ عمل کی آبیاری کا مہینہ ہے — اسی میں ابر رحمت بن کے تھا خیر الکلام آیا
بہارِ گلشنِ امید بن کر ہر سحر آئی — وصالِ دوست کا پیغام لے کر وقت شام آیا
یہی ماہِ مبارک تھا کہ جبریلِ امیں لیکر — "حرا" میں احمد مرسل "پراقراء" کا پیام آیا
ظہور اس قادر مطلق کی رحمت جوش میں آئی — زباں پر رحمۃ اللعالمین کا جب بھی نام آیا

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

علمائے کرام، حجاج کرام اور اہل علم حضرات کے نام ایک کھلا خط

چند سال قبل بندہ لاہور سے براستہ جھنگ اپنے گاؤں واپس جا رہا تھا۔ جھنگ اترا، نماز عصر میں تھوڑا وقت باقی تھا، مشہور اسٹیشن چوک کے متصل جی ٹی ایس کی مسجد میں نماز عصر ادا کرنے کے لئے داخل ہوا۔ جلدی سے وضو کیا۔ دو فرض (قصر کے) ادا کئے اور نماز مغرب کے لئے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک بزرگ صورت نمازی تیزی سے مسجد میں آیا۔ میں نے اسے آواز دے کر کہا بھائی ذرا جلدی کر لو، سورج غروب ہونے میں چند منٹ باقی ہیں۔ اس نے کہا کہ "میں تو نماز مغرب ادا کرنے آیا ہوں"۔ میں نے کہا "پھر آٹھ دس منٹ ٹھہر جاؤ" کہنے لگا "پھر تو میری بس نکل جائے گی۔ (سورج غروب ہو یا نہ) میں تو ابھی نماز مغرب ادا کروں گا" اور اس نے نماز ادا کر لی۔ ادا ہوئی یا نہ، یہ الگ بات ہے اس شریف نمازی کے جواب پر مجھے دکھ بھی ہوا اور حیرت بھی کہ غروب سے پہلے نماز مغرب کیسے ادا ہو جائے گی؟ میں اپنی تھوڑی سی علمی حیثیت کے باوجود اسے سمجھا نہ سکا۔

یہ سنی سنائی کہانی نہیں، میری ذات کے ساتھ پیش آنے والی حقیقت ہے اور یہی ہے اور یہی کچھ کیفیت ان جدت پسند، امریکہ و یورپ کو ترقی یافتہ سمجھ کر مذہبی شعائر میں بھی ان کی پیروی کرنے والوں کی ہے۔ صدیوں پہلے ہندوؤں کا ایک قمری نظام رؤیت تھا جسے وہ اوماؤس کہتے ہیں یعنی جب بھی کسی بھی درجہ فلک پر سورج اور چاند اکٹھے ہوتے ہیں عین اس لمحہ کو یا اس ایک سیکنڈ بعد والے لمحہ کو وہ بقول خود اوماؤس کا سعد ترین وقت قرار دیتے ہیں اس سے اگلے روز کو وہ دوج لگنا یعنی دوسری رات ہونا شمار کرتے ہیں اسی اجتماع شمس و قمر کو جدید سائنسی زبان میں امریکہ اور یورپ والوں نے نیو مون (New Moon) کہ دیا۔ اگرچہ انہی کے کہنے کے مطابق نیو مون 30 اور 20 گھنٹے کے بعد درمیان نظر آنے کے قابل ہوتا ہے اس سے پہلے وہ سورج کی شعاعوں کی زد میں ہونے کی بنا پر نظر آ نہیں سکتا مگر وہ لوگ بھی اسے نیو مون یعنی اول چاند قرار دیتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی بہ ظاہر ترقی پسند مسلمان دیگر امور میں تو ان کے پیچھے چلنا فخر سمجھتے ہی تھے، اس جدت پسند مذہبی طبقہ نے چاند کی رؤیت میں بھی انہی کو اپنا معیار قرار دے لیا۔ حالانکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم واضح طور پر آنکھوں دیکھے چاند کو پہلی شب اور آغاز ماہ فرما گئے خیر القرون اور سلف صالحین کی مثالیں اور اجماع امت اس پر گواہ ہے۔ فرمان فیض نشان کہ رؤیت (عینی) پر روزہ رکھو اور رویت (عینی) پر عید کرو اور صاف مطلع ہو تو جم غفیر کی گواہی کتابوں میں لکھی ہے یعنی اتنے لوگوں کا چاند دیکھنا ثابت ہو جن کو جھوٹا کہنا خلاف عقل ہو۔ مگر یہ باتیں اب کہاں ہیں عرب ممالک میں جم غفیر کی گواہی کون پوچھتا ہے بس چند آدمیوں کی شہادت کا سہارا لے لیا جاتا ہے اور اسے شہادت کہ دیتے ہیں تو یہ علمی یا حکمی چاند کی گواہی ہوتی ہے عینی رؤیت کی (شہادت) ہرگز نہیں ہوتی۔ پوچھتا بھیا آج تو مغرب کا قریب ہی سورج گرہن ہے چاند نظر آ ہی نہیں سکتا کہنے لگے تمہیں کیا پتا دوسری بستی میں چاند نظر آ گیا ہے اور اتفاق سے جب دوسری بستی کے لوگ بھی آموجود ہوئے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہمارے ہاں تو نظر نہیں آیا ہم سے اگلی بستی میں نظر آیا ہے اور اسی طرح...... گویا یہ اگلی بستی اگلے جہان کی بستی ہے جہاں چاند نظر آیا ہے کیونکہ گرہن کے دن اور پھر صاف مطلع میں یہاں تو چاند نظر آیا نہیں، آسکتا نہیں۔ (یہ واقعہ یا تجربہ بندہ کاتب سطور کے ساتھ چار

سدو شہر اور اس کے نواح میں پیش آیا) تاہم ہمیں کسی کی نیک نیتی پر قطعاً کوئی شک نہیں اس کے ساتھ ہی مردان کے ضلع خطیب جناب سید مولانا عبدالرؤف شاہ صاحب کا ایک بیان روزنامہ "انصاف" لاہور میں ۱۶ جنوری ۲۰۰۰ کو شائع ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا آئے روز اختلافات کا حل یہ ہے کہ علمائے سرحد کی تجویز کے پیش نظر سعودی عرب کی زمین پر دیکھا جانے والا چاند پاکستان میں بھی تسلیم کیا جائے۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی محترم شاہ صاحب نے اتحاد امت کے لئے ایک اچھی تجویز دی ہے۔ بندہ کی بھی خواہش ہے۔ کہ ہر ممکن حد تک پورے عالم اسلام میں ایک ہی دن روزہ، عیدین اور قربانی عمل میں لائی جائے علمائے سرحد نیک نیتی کے ساتھ ساتھ عقیدہ و عمل کی پختگی میں دیگر علمائے اسلام سے کچھ زیادہ ہی ہوں گے۔ اور مکہ مکرمہ مدینہ منورہ بلکہ پورا حجاز مقدس ہمارا مرکز ہے۔ دیگر تمام علماء اسلام کو رسوخ و عمل ان سے ضرور مدد اور رہنمائی مل سکتی ہے۔ تاہم ان سے بھی استدعا ہے کہ وہ سعودی و مصری علماء کی مدد بھی کریں، صرف وہاں کی خبر اور وہاں کی شہادت کو حرف آخر نہ سمجھ لیں۔ بیشک علمائے عرب ہمارے معرقہ و معظم ہیں۔ مگر کیا سورج غروب ہونے سے پہلے موثق شہادتیں آ جائیں کہ سورج غروب ہو چکا تو ہم نماز مغرب ادا کر لیں گے چاہے سورج کی ٹکیہ سامنے موجود ہو۔ اس لئے کہ شہادتیں آ چکیں ہیں محترم علماء کرام، حنبلی مذہب میں تو قبل دوپہر جمعہ درست اور جائز ہے وہاں حرم محترم ہیں (چیک کیجئے، ہم نے چیک کیا ہے) نماز ظہر کئی بار دو تین منٹ قبل زوال پڑھا دی جاتی ہے۔ مگر امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب میں نہ قبل زوال نماز جمعہ درست اور جائز ہے، نہ عینی رؤیت کے بغیر روزہ اور عید..... حساب اور ریاضی علم غیب کا نام نہیں، جب علم ریاضی اور علم حساب بتا رہے ہیں۔ کہ ابھی زوال نہیں ہوا، ہماری نماز تو نہ ہوگی، بس نکل جانے کا ڈر ہو تب بھی غروب سے پہلے مغرب کی اور زوال سے پہلے ظہر کی نماز نہ ہوگی۔ گرہن والے دن ہلال ممکن ہی نہیں چہ جائیکہ چاند کی پیدائش سے بھی پہلے چاند رات کا اعلان کر دی جائے یا شہادتوں کو قبول کر لیا جائے۔ نکاح ہوا ہی نہیں، ایک مدعی پانچ چار گواہ پیش کر دے کہ مدعا علیہا میری منکوحہ ہے تو اس سے فریقین ایک دوسرے کے رفیق حیات تو قرار نہ پائیں گے۔ اے علمائے کرام، اے علمائے سرحد، اللہ کریم آپ کو دین متین کی خدمات وافرہ کی توفیق مزید عطا فرمائے..... اگر متوقع تاریخ کو آپ خود بھی چاند دیکھنے کا اہتمام فرمادیں اور اپنے نمائندے سعودی عرب میں بصورت حجاج وزائرین بھجوائیں اور ان کو حلف دیکر بھجوائیں کہ وہ چاند کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کریں گے۔ اور واپسی پر یاد ہیں سے آپ حضرات کو بذریعہ فون وغیرہ چاند دیکھے جانے کی تاریخ بتائیں گے۔ یقیناً ایسا اہتمام کرنے سے کہ علماء حضرات خود اپنی آنکھ سے چاند دیکھنے کی کوشش فرمائیں اس سے ان کے وقار اور شان میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ بلکہ حق ڈھونڈنے کے لئے کاوشوں پر ان کو اجر عظیم ملے گا۔ ہمارا تجربہ (مکہ اور مدینہ میں) اور یقین ہے کہ وہاں رؤیت نہیں ہوتی بلکہ علمی چاند پر شہادت لے لی جاتی ہے اور اسی پر چاند رات کا حکم لگا دیا جاتا ہے۔ پھر اسی علمی چاند کی پہلی رات کو ہمارے صوبہ سرحد کے بعض مخلص قبائل بھی چاند رات شمار کر لیتے ہیں۔ مگر کیا علمی چاند مدت پر تراویح، روزہ، عید، قربانی اور حج کے اعمال کا مدار درست ہے؟ بینوا، توجروا اگر ہمیں غلطی ہے تو ہمیں مطلع کیجیے ہمارا چیلنج قبول کیجیے ایک نقشہ سولہ سال کا ہمراہ حاضر ہے اس میں دی گئی تاریخوں کو ہی چاند دیکھا جا سکے گا باقی سب دعوے، صرف دعوت اور ان کی شہادت علمی چاند کی شہادت ہوگی عینی رویت نہ ہو سکے گی۔ کاش ہمارے علمائے اسلام زادھم اللہ شرفاً و تعظیماً مل بیٹھ کر اس بات کو طے کریں اور سنت سلف صالحین پر عمل کروائیں چاند پر صرف گواہی نہ لی جائے بالاصرار عرض ہے کہ خود دیکھا جائے اور ڈھونڈا جائے۔

سعودیہ کے پہاڑوں اور میدانوں میں بھی اور پاکستان کے پہاڑوں اور میدانوں بھی پھر اگر حجاز مقدس کے کسی بھی مقام پر چاند رؤیت میں آجاتا ہے تو پوری دنیا میں امریکہ سے آخری ساحلوں سے مشرق بعید کے آخری کناروں تک پر اس کا اطلاق کروائیے ہمیں خوشی ہو گی کہ اقوامِ متحدہ اسلامیہ کی کوئی تو شکل سامنے آئے گی۔ آخر میں پھر اس عرض کو دہراؤں گا کہ رؤیت علمی یا حکمی چاند رات نہیں، رؤیت عینی آنکھوں دیکھی چاند رات ہو۔

اب تھوڑا سا حساب بھی دیکھ لیجئے۔ ۲۵، ۲۶ نومبر ۲۰۰۰ء کی درمیان رات چاند پیدا ہی نہیں ہوا، قبل صبح سوا چار بجے پیدا ہوگا تو ۲۵ کی شام چاند ڈھونڈنا اور پالینا ناممکن ہے اگر کوئی شخص شہادت لائے تو وہ شہادت کا ذبح ہو گی پھر ۲۶ نومبر کی شام چاند کی عمر ۱۳ ۱/۲ گھنٹے ہو گی جو ناقابل رؤیت ہے بیس گھنٹے سے کم عمر کا چاند نظر آنا ممکن نہیں، نہ سعودی عرب میں، نہ مصر میں، نہ مراکش میں چاند ۲۷ نومبر کی شام نظر آئے گا اور تراویح شروع ہو جائیں گی پہلا روزہ ۲۸ نومبر کو ہوگا۔ پھر ۲۵ دسمبر کی رات ساڑھے دس بجے کے قریب نیا چاند پیدا ہوگا۔ ۲۵ دسمبر کی شام پیدا ہی نہیں ہوا علم یا تصور کی آنکھ سے تو اسے دیکھ سکتے ہیں۔ جسم کی آنکھ سے تو ۲۶/دسمبر کی شام بھی ناممکن ہم حیران ہیں کہ چاند ابھی پچھلے ماہ کی آخری مسافتیں طے کر رہا ہے۔ سعودی عرب میں ۲۵/ کی شام کیسے نظر آسکتا ہے (مگر اعلان ہو جائے گا) ۲۷ دسمبر ۲۰۰۰ چاند کی رویت ہو گی۔ اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان اسی کا اعلان کرے گی۔ ۲۸ دسمبر ۲۰۰ یوم عیدالفطر ہو گا۔ اس کے بعد ۲۵ جنوری ۲۰۰۱ کی شام سے پہلے چاند ذی قعدہ نظر نہیں آسکتا ۲۶ جنوری کو اول ذی قعدہ ہو گی۔ ذی الحجہ کا چاند ۲۴ فروری ۲۰۰۱ کی شام ۲۹ گھنٹے ۱۵ منٹ کی عمر میں نظر آئے گا اور ۲۵ فروری ۲۰۰۱ کو اول یوم ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ ہوگا۔ ۲۳ فروری کی شام چاند کی عمر صرف سوا پانچ گھنٹے ہو گی اتنی چھوٹی عمر کا چاند کوئی انسان زادہ تو نہیں دیکھ سکتا، نہ کھلی آنکھ سے، نہ آلات سے مگر عملی چاند نیومون تھیوری کے تحت ۲۳ فروری کی شام چاند رات شمار ہو گی اور ۴ مارچ ۸ ذی الحجہ کی بجائے ۹ ذی الحجہ قرار دے کر یوم الحج کہہ دیا جائے گا ساتھ ہی ۵ مارچ ۲۰۰۱ کو 9 ذی الحجہ یوم عرفہ کو یوم النحر کا حکم لگا دیا جائے گا اور لاکھوں قربانیاں وقت سے ایک روز پہلے ذبح کر دی جائیں گی کسی نے خوب کہا تھا کہ

تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

معزز علمائے کرام، حجاج کرام اور اہل علم حضرات ذرا سوچیں، اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھ کر سوچیں، کیا ہماری عبادات روزے شب قدر، قربانیاں اور ایک ایک یا دو دن پیشگی، قبل از وقت کسی یہودی سازش کے تحت تو نہیں ہو رہے؟ کیا ۸/۷ ذی الحجہ کو عرفات میں (۹ سمجھ کر) حاضری اور شام کو واپسی اسلامی حج کہلا سکتا ہے، کیا ۹/۸ ذی الحجہ کو (۱۰ ذی الحجہ سمجھ کر) کی جانیوالی قربانیاں عنداللہ قبول ہیں؟ کیا عالم اسلام پر مصائب و آلام انہیں غلطیوں، کوتاہیوں اور یہود و نصاریٰ اور ہنود کے نظام روایت ہلال کی پیروی سے بوجہ عدم مقبولیت اور بوجہ نافرمانی رسول علیہ السلام تو نہیں؟

اہل علم حضرات کی تحقیق کے لئے نقشہ روایت ہلال سولہ ماہ یعنی رمضان ۱۴۲۱ھ تا ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ ہمراہ حاضر ہے۔ پڑتال کیجئے چاند خود دیکھئے والله الهادی الیٰ سواء السبیل

اوروں کی طرف پھینکو ہو گل بلکہ ثمر بھی

اے خانہ بر اندازِ چمن کچھ تو ادھر بھی

نقشہ رویت ہلال رمضان المبارک 1421ھ سے ذوالحجہ 1422ھ تک

اجتماع شمس و قمر کی تاریخ اور وقت	تاریخ قران والی شام چاند کی عمر	اگلی شام چاند کی عمر بمقام کراچی	سیمی مہینے کی تاریخ اور چاند کی پہلی	ایام ماہ پاکستان میں	سعودی نظام میں رویت کی امکانی تاریخ (اول ماہ)	مصری نظام میں رویت کی امکانی تاریخ (اول ماہ)	دیگر کوائف اور تبصرہ/امکانات
۲۶-۱۱-۲۰۰۰ ۴-۱۲ صبح	۱۳-۳۰ گھنٹے	۲۷-۱۱-۲۰۰۰ ۳۷-۳۰ گھنٹے	۲۸-۱۱-۲۰۰۰ پہلا روزہ	رمضان ۳۰ دن	۲۶-۱۱-۲۰۰۰ پہلا روزہ	۲۷-۱۱-۲۰۰۰ پہلا روزہ	چاند پیدا ہی نہیں ہوا تو نظر کیسے آئے گا؟ سعودیہ میں ۲۵ کی شام اعلان کا امکان
۲۵-۱۲-۲۰۰۰ ۲۲-۲۲ بجے رات	منفی ۴-۳۰ گھنٹے ۲۶ دسمبر کی شام کو عمر ساڑھے انیس گھنٹے	۲۷-۱۲-۲۰۰۰ ۴۳-۳۰ گھنٹے	۲۸-۱۲-۲۰۰۰ اول شوال - عید الفطر	شوال ۲۹ دن	۲۶-۱۲-۲۰۰۰	۲۷-۱۲-۲۰۰۰	۲۵ دسمبر بوقت مغرب، سورج گرہن ہے - چاند نظر آنا ممکن نہیں
۲۴-۱-۲۰۰۱ ۱۸-۰۷ شام	صرف ۰۰-۰۶ گھنٹے	۲۵-۱-۲۰۰۱ ۲۴ گھنٹے ۶ منٹ	۲۶-۱-۲۰۰۱ اول ذی قعدہ	ذی القعدہ ۳۰ دن	۲۵-۱-۲۰۰۱	۲۵-۱-۲۰۰۱	۲۴ جنوری وقت مغرب سورج گرہن چاند ناقابل رویت چاند کی عمر ۶ منٹ
۲۳-۲-۲۰۰۱ ۱۳-۲۱ بعد دوپہر	۵ گھنٹے ۱۲ منٹ	۲۴-۲-۲۰۰۱ ۲۹ گھنٹے ۱۲ منٹ	۲۵-۲-۲۰۰۱- اول ذوالحجہ ۵ مارچ عرفہ ۶ مارچ قربانی ۱۴۲۱ھ سال ختم	ذی الحجہ ۳۰ دن	۲۴-۲-۲۰۰۱ (۲۳ فروری کی شام صرف سوا پانچ گھنٹے کا چاند نظر آنا ممکن ہی نہیں)	۲۴-۲-۲۰۰۱	۲۳ فروری سوا پانچ گھنٹے عمر کا چاند، رویت ناممکن، حجاج کرام اور اہل علم دعوے عام ہے - کوشش کریں چاند نہ ملے گا - ۲۴ فروری کو اول ذی الحجہ کیسے؟
۲۵-۳-۲۰۰۱ ۶-۲۱ صبح	۱۲ گھنٹے ۲۷ منٹ	۲۶-۳-۲۰۰۱ ۳۶ گھنٹے ۲۷ منٹ	۲۷-۳-۲۰۰۱ اول محرم الحرام	محرم ۲۹ دن	۲۶-۳-۲۰۰۱ ۲۵-۳-۲۰۰۱	۲۶-۳-۲۰۰۱	چاند اسوم کو نیا ہجری سال مبارک ہو
۲۳-۴-۲۰۰۱ ۲۰-۲۶ شام	منفی ۱ گھنٹہ ۲۶ منٹ	۲۴-۴-۲۰۰۱ ۲۲ گھنٹے ۴۳ منٹ	۲۵-۴-۲۰۰۱ اول صفر المظفر	صفر ۳۰ دن	۲۴-۴-۲۰۰۱	۲۴-۴-۲۰۰۱	چاند کی پیدائش سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے چاند نظر آجانا یقیناً شہادت کاذبہ ہے
۲۳-۵-۲۰۰۱ ۷-۴۷ بجے صبح	۱۱ گھنٹے ۲۸ منٹ	۲۴-۵-۲۰۰۱ ۳۵ گھنٹے ۲۸ منٹ	۲۵-۵-۲۰۰۱ اول ربیع الاول	ربیع الاول ۲۹ دن	۲۴-۵-۲۰۰۱	۲۴-۵-۲۰۰۱	۲۳ مئی کی شام ۱۱-۲۸ گھنٹے کا چاند بمشکل نظر آسکتا ہے - شہادت کو پرکھیں

۲۱-۶-۲۰۰۱ ۱۶-۵۸ شام	صرف ۳۰ گھنٹے	۲۶-۶-۲۰۰۱ ۲۶ گھنٹے ۳۰ منٹ	۲۳-۶-۲۰۰۱ اول ربیع الثانی	ربیع الثانی ۳۰ دن	۲۲-۱-۲۰۰۱	۲۲-۶-۲۰۰۱	ڈھائی گھنٹے کا چاند آنکھوں سے نظر آنا تو ممکن نہیں، اہل علم و نظر کوشش فرما دیکھیں
۲۱-۷-۲۰۰۱ ۰۵-۴۵ قبل سحر	۱۸ گھنٹے ۱۴ منٹ	۲۲-۷-۲۰۰۱ ۲۴ گھنٹے ۱۴ منٹ	۲۳-۷-۲۰۰۱ اول جمادی الاولی	جمادی الاولی ۲۹ دن	۲۱-۷-۲۰۰۱	۲۲-۷-۲۰۰۱	چاند ابھی پچھلے ماہ کی آخری منزل میں ہے ۲۰ کی شام رویت کیسے ہو سکتی ہے؟
۱۹-۸-۲۰۰۱ ۰۷-۵۵ صبح	۱۱ گھنٹے ۱۱ منٹ	۵۲۰-۸-۲۰۰۱ ۳ گھنٹے ۱۱ منٹ	۲۱-۸-۲۰۰۱ اول جمادی الثانیہ	جمادی الثانیہ ۲۹ دن	۲۰-۸-۲۰۰۰ یا ۱۹-۸-۲۰۰۱	۲۰-۸-۲۰۰۱	سعودی عرب میں قبل طلوع آفتاب قران نیرین کو پہلی شمار کیا جا رہا ہے۔
۱۷-۹-۲۰۰۱ ۱۵-۲۷ شام	۳ گھنٹے ۹ منٹ	۱۸-۹-۲۰۰۱ ۲۷ گھنٹے ۹ منٹ	۱۹-۹-۲۰۰۱ اول رجب	رجب ۳۰ دن	۱۸-۹-۲۰۰۱	۱۸-۹-۲۰۰۱	مصری نظام میں قبل غروب شمس قران پر چاند رات شمار کرتے ہیں۔
۱۷-۱۰-۲۰۰۱ ۲۴-۰۰ قبل فجر	۱۷ گھنٹے ۲۴ منٹ	۱۸-۱۰-۲۰۰۱ پونے ۲۴ گھنٹے	۱۹-۱۰-۲۰۰۱ اول شعبان	شعبان ۲۹ دن	۱۷-۱۰-۲۰۰۱	۱۸-۹-۲۰۰۱	۱۶ اکتوبر کی شام چاند پچھلے ماہ کی آخری منزل میں ہے۔ رویت کا امکان نہیں
۱۵-۱۱-۲۰۰۱ ۴۰-۱۱ دوپہر	۶ گھنٹے ۷ منٹ	۱۶-۱۱-۲۰۰۱ ۳۰ گھنٹے ۷ منٹ	۱۷-۱۱-۲۰۰۱ اول رمضان المبارک	رمضان المبارک ۳۰ دن	۱۶-۱۱-۲۰۰۱	۱۶-۱۱-۲۰۰۱	چھ گھنٹے عمر کا چاند، رویت ناممکن، عرب ممالک میں ۱۵ کی شام تراویح شروع
۱۵-۱۲-۲۰۰۱ ۵۴-۱۰ قبل سحر	۱۶ گھنٹے	۱۶-۱۲-۲۰۰۱ پورے ۴۰ گھنٹے	۱۷-۱۲-۲۰۰۱ اول شوال (عام) اسلام کو عید الفطر مبارک ہو!	شوال ۲۹ دن [illegible]	۱۵-۱۲-۲۰۰۱ (۵ ستمبر ۲۰۰۱ روزوں [illegible] شعبدہ رد قربانی اور حج کی قدر داتیں!)	۱۵-۱۲-۲۰۰۱ ۱۶-۱۲-۲۰۰۱	بعد نصف شب کا چاند، سورج گرہن بھی، چاند تو ۱۵ دسمبر کی شام بھی دکھائی دینے کی عمر کو نہیں پہنچا
۳۱-۱-۲۰۰۲ ۱۸-۳۰ شام	منفی ۴۴ منٹ	۱۴-۱-۲۰۰۲ ۲۳ گھنٹے ۳۰ منٹ	۱۵-۱-۲۰۰۲ اول ذی القعدہ	ذی القعدہ ۳۰ دن	۱۴-۱-۲۰۰۲	۱۴-۱-۲۰۰۲	چاند ابھی پیدا ہی نہیں ہوا، ۱۳ کی شام رویت کا دعویٰ شہادت کاذبہ ہی ہو سکتی ہے۔
۱۲-۲-۲۰۰۲ ۱۲-۴۱ دوپہر	۵ گھنٹے ۲۵ منٹ	۱۳-۲-۲۰۰۲ ۲۹ گھنٹے ۴۵ منٹ	۱۴-۲-۲۰۰۲ اول ذی الحجہ ۵ مارچ کی شام ہجری سال ختم، ۱۴۲۳ھ کا آغاز مبارک ہو۔	ذی الحجہ ۳۰ دن عالم اسلام کو نیا سال ہجری مبارک!	۱۳-۲-۲۰۰۲ یوم قربانی بمطابق ۲۳ فروری قرب [illegible] ۲۲ فروری کو [illegible] ہے۔	۱۳-۲-۲۰۰۲	پونے ۶ گھنٹے کا عمر کا چاند نظر آنا ناممکن۔ خوب تلاش کیجئے نہیں مل سکے گا۔

علم و ہیئت الافلاک علم غیب یا طلسماتی علم نہیں بلکہ یہ علم حساب اور ریاضی کی ایک شاخ ہے، نیومون سسٹم میں چاند نظر نہیں آیا کرتا کیونکہ اس وقت وہ سورج کی تیز شعاعوں کی زد میں ہوتا ہے علمائے اسلام سے نہایت ادب سے درخواست ہے کہ وہ اس عنوان پر مل بیٹھ کر سوچیں ہمارا مقصود اللہ کی رضا کے سوا کچھ نہیں۔ آپ حضرات سوچیں کیا ہماری عبادات، روزے، قربانیاں اور حج ایک دو دن پیشگی کسی یہودی سازش کے تحت تو نہیں ہو رہے؟؟؟ کیا آٹھ (یاسات) ذی الحجہ کو (بجائے ۹ کے) کیا جانے والا حج، اسلامی حج کہلا سکتا ہے؟ کیا آٹھ یا نو ذی الحجہ کو (۱۰ ذی الحج قرار دے کر) کی جانے والی قربانیاں عند اللہ مقبول ہیں؟؟؟ کیا عالم اسلام پر مصائب و آلام انہی غلطیوں، کوتاہیوں اور یہود و نصاریٰ و ہنود کے نظام رویت ہلال کی پیروی سے بوجہ عدم مقبولیت اور بوجہ نافرمانی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں؟

غیر اسلامی سرگرمیاں روکنے اور نفاذ اسلام کیلئے مشترکہ جدوجہد کی جائے گی

(علماء کونسل کا اعلامیہ)

۲۰، نومبر کو مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والی دینی جماعتوں پر مشتمل "علماء کونسل پاکستان" کا چوتھا سربراہی اجلاس جمعیت علماء اسلام کی میزبانی میں مسجد دارالسلام اسلام آباد میں منعقد ہوا علماء کونسل کا پہلا اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت اہل سنت کی میزبانی میں اسلام آباد میں ۲، جولائی ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا تھا دوسرا اجلاس ۱۷، جولائی کو جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں اور تیسرا اجلاس ۷، ستمبر کو مجلس احرار اسلام کی میزبانی میں دفتر احرار لاہور میں منعقد ہوا۔ ان اجلاسوں میں مسلک دیوبند سے وابستہ جماعتوں میں وحدت و اشتراک عمل اور بے دینی کے سیلاب کے آگے مضبوط بند باندھنے کیلئے اہداف متعین کر کے مشترکہ جدوجہد پر غور و خوض ہوا اور جامع پالیسی مرتب کی گئی حالیہ اجلاس میں علماء کونسل نے پاکستان میں نفاذ شریعت کیلئے حکومت پر دباؤ بڑھانے کا اعلان کیا ہے این جی اوز کے دین و ملک دشمن عزائم اور سرگرمیوں کو پوری قوت سے کچلنے اور ناکام بنانے کیلئے حکمت عملی طے کی گئی اجلاس میں مولانا فضل الرحمن، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا سید محمد کفیل بخاری، قاری سعید الرحمن، مولانا اشرف علی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا امیر حسین گیلانی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا نذیر فاروقی، مولانا محمد فاروق کشمیری، قاری شاد منصور، حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا اللہ وسایا قاسم، مولانا محمد شریف ہزاروی، مولانا عبدالمجید ندیم، قاضی نثار احمد، مولانا عطاء الرحمن اور دیگر علماء نے شرکت کی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ علماء کونسل کا آئندہ اجلاس ۲۲، جنوری ۲۰۰۱ء کو سپاہ صحابہ کی میزبانی میں فیصل آباد میں منعقد ہوگا۔

- جہاد دنیا کی عظیم سچائی اور جمہوریت دنیا کا سب سے بڑا فراڈ ہے
- امریکہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں اسمٰعیلی ریاست قائم کر کے کشمیر اور پاکستان کو علاقے سے بے دخل کرنا چاہتا ہے
- این جی اوز اور حکومت میں شامل ان کے ایجنٹ دینی قوتوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں
- ذلت، رسوائی اور جمہوریت کی تباہی امریکا کا مقدر ہے

(راولپنڈی اور اسلام آباد میں احرار کارکنوں سے امیر احرار حضرت سید عطاء المہیمن بخاری کا خطاب)

اسلام آباد (وجیہ الحسن) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان کے شمالی علاقوں میں اسمٰعیلی ریاست قائم کر کے کشمیر اور پاکستان دونوں کو اس علاقے سے

بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ شمالی علاقے کشمیر کا حصہ ہیں دینی قوتیں، بھارت، اسرائیل اور امریکہ کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔ سید عطاء المہیمن بخاری اسلام آباد اور راولپنڈی کے احرار کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ شمالی علاقوں کو کشمیر کونسل میں نمائندگی دے کر علاقہ کی پسماندگی کو دور کیا جائے۔

دینی جماعتوں، اجتماعات اور مدارس پر پابندی لگانے یا ان میں مداخلت کا سوچنے والے سرکاری اہل کار احمق اور جاہل ہیں وہ ملا کی تاریخ سے واقف ہی نہیں۔ سیاست دان شکست کھا کر در بدر بھیک مانگ رہے ہیں اس وقت مزاحمتی قوت صرف اور صرف علماء اور دینی جماعتیں ہیں۔ این جی اوز اور حکومت میں شامل ان کے ایجنٹ دینی قوتوں کو ہی کمزور کرنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ دینی جماعتیں اور مدارس ملک کی سب سے بڑی طاقت ہیں۔ انہیں چھیڑا گیا تو کسی دشمن کا کچھ نہیں بچے گا ہم اپنی جانوں پر کھیل کر اپنے مدارس، جماعتوں اور پہچان کا تحفظ کریں گے۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جہاد، دنیا کی عظیم سچائی ہے اور جمہوریت دنیا کا سب سے بڑا فراڈ آج امریکی انتخابات نے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کے چند لٹیرے اور ظالم جمہوری نظام کے ذریعے ہی اکثریت پر حکومت کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ذلت و رسوائی اور جمہوریت کی تباہی امریکہ کا مقدر ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے بچے جمہورے عبرت حاصل کریں۔

قادیانی چناب نگر کو مرزائی سٹیٹ بنانے کی سازشیں کر رہے ہیں

خلاف سنت اور حرام اعمال نے مسلمانوں کو ذلت و رسوائی سے آشنا کیا ہے

توحید و ختم نبوت اور اسوۂ نبوی کی طاقت سے انقلاب آسکتا ہے

ہمیں اپنے گھر سے لے کر ملک کی سرحدوں تک جہاد کرنا ہوگا۔

(امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ جامع مسجد الفاروق مسکین پورہ لاہور کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب)

لاہور (محمد معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون عدل و احسان کو نافذ کرنے سے ہی معاشرہ میں پائیدار امن قائم ہوگا اللہ کے حلال کئے ہوئے کاموں میں مخلوق کا نفع اور حرام کاموں میں سراسر نقصان ہے وہ جامع مسجد الفاروق مسکین پورہ لاہور میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ خلاف سنت اور حرام اعمال نے مسلمانوں کو ذلت و رسوائی سے آشنا کیا ہے توحید و ختم نبوت اور اسوۂ نبوی کی طاقت سے انقلاب آسکتا ہے اور ہم اجتماعی قومی زوال کے بھنور سے نکل سکتے ہیں سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ہمیں اپنے گھر سے لیکر ملک کی سرحدوں تک جہاد کرنا ہوگا ہمارا

اصل اسلحہ ایمان و عمل ہے سرحدیں ایمان کی قوت اور جہاد کی برکت سے محفوظ ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام برائیوں کے خلاف جہاد کیا اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ آج بھی اور قیامت تک ایمان والوں کیلئے یہی اسوہ کار آمد ہے۔ تبدیلی کا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے خبردار کیا کہ قادیانی چناب نگر کو مرزائی اسٹیٹ بنانے کی سازشیں کر رہے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کھلم کھلا اظہار خیال کر کے ماحول میں کشیدگی پیدا کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ اور سرگودھا میں قادیانیوں کا قتل ان کی پھیلائی ہوئی کشیدگی کا شاخسانہ ہے۔ قادیانی مظلوم بن کر یہودیوں اور عیسائیوں سے مال بٹورنا چاہتے ہیں یہ ان کا پرانا طریقہ واردات ہے۔ مجلس احرار اسلام ان کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ حکومت ان کی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لے اور انہیں فوج سے نکالے۔ قادیانی جہاد کے منکر ہیں اس لئے مسلمانوں کی فوج میں ان کے رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ وہ اسرائیل اور بھارت کے ایجنٹ ہیں۔ امیر احرار نے کہا کہ حکومت پاکستان کو افغانستان کے ساتھ اعتماد کی فضا قائم کرنی چاہیے۔ طالبان اس وقت تنہا اسلام اور پاکستان کی بقا اور تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے افغانستان کی سرحد سیل کرنا تشویشناک ہے اس سے کئی مسائل جنم لیں گے۔ حکومت طالبان کو اعتماد میں لے کر بہتر حل نکالے۔

- معین قریشی سیکولر ذہن کے مالک اور لادین این جی اوز کے نمائندہ ہیں (امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری)
- قوم اب مزید تجربات کی متحمل نہیں وہ کسی امپورٹڈ وزیراعظم کو قبول نہیں کرے گی (سید محمد کفیل بخاری)
- دینی مدارس اسلام اور پاکستان کی آبرو ہیں اور ان کے طلباء ملک کے محافظ ہیں (مولانا محمد اسحق سلیمی)
- پاکستان کے نیوکلئیر پروگرام کو اوپن کرنا اور دفاعی اخراجات میں کمی ملک کو تباہی کے گڑھے میں پھینکنے کے مترادف ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (محمد معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر رہنماؤں مولانا محمد اسحق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ سابق وزیراعظم معین قریشی کا بیان قومی، ملکی اور دینی مفادات کی توہین ہے وہ فوجی حکومت کو اس کے ایجنڈے سے ہٹانے کا منصوبہ لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معین قریشی سیکولر ذہن کے مالک اور لادین این جی اوز کے نمائندہ ہیں۔ ان کے وجود سے پہلے بھی پاکستان کی نظریاتی اساس اور دینی قوتوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اب پھر ان کے دل میں دوبارہ وزیر اعظم بننے کی خواہش مچل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم اب مزید تجربات کی متحمل نہیں اور کسی امپورٹڈ وزیراعظم کو قبول نہیں کرے گی۔ اخباری بیان کے مطابق انہوں نے دوبارہ وزیراعظم بننے کے لئے جنرل مشرف کو جو شرائط پیش کی ہیں وہ ان کے گھناؤنے عزائم کی عکاس اور پاکستان کو امریکہ کا غلام بے دام بنانے کی بھیانک سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ متفقہ آئینی ترمیمات ہیں دینی جماعتیں ان متفقہ ترامیم کو ختم کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیں گی اور ایسی ہر مذموم کوشش کو پوری قوت کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ دینی مدارس اسلام اور پاکستان کی آبرو ہیں اور ان کے طلباء ملک کے محافظ ہیں۔ ان مدارس پر معین قریشی کا فکری آئیڈیل انگریز پابندی نہیں لگا سکتا تو کوئی اور بھی ہمت نہیں کر

سکے گا۔ پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کو اوپن کرنا، دفاعی اخراجات میں کمی اور سی ٹی بی ٹی پر دستخط ملک کو تباہی کے عمیق غار میں پھینکنے کے امریکی منصوبہ کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ معین قریشی اور ان کے خیالات امریکی ساختہ و پرداختہ ہیں جو اسلامیان پاکستان کے لئے کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں قوم کسی بھی شخص کو اپنے دینی اور ملکی مفادات کو سبوتاژ کرنے کی اجازت نہیں دے گی جنرل مشرف کو ایسی کسی بھی سازش کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔

امیر احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی گوجرانوالہ کے احرار کارکنوں سے گفتگو	● افغانستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر کے طالبان کو ان کے عظیم الشان مقاصد سے نہیں ہٹایا جاسکتا
	● امریکی انتخابات کے نتائج سے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے نام نہاد دعویدار کا بھانڈہ پھوڑ دیا ہے
	● طالبان نے کفار و مشرکین سے بھیک نہیں مانگی اور اللہ کی نصرت پر یقین کر کے اپنے وسائل پر مثالی ریاست قائم کی

گوجرانوالہ (محمد عمر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کا جانبدارانہ کردار اور دنیا کی خاموشی قابل مذمت ہے۔ افغانستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر کے طالبان کو ان کے عظیم الشان مقاصد سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔ وہ گوجرانوالہ میں احرار کارکنوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ افغانستان کے ننانوے فیصد علاقے پر طالبان نے ایک مستحکم حکومت قائم کر دی ہے۔ انہوں نے اپنی بے سرو سامانی اور معاشی و اقتصادی تباہ حالی کے باوجود ملک کو امن و آشتی کا گہوارہ بنا دیا ہے لیکن اقوام متحدہ نے طالبان کو نظر انداز کر کے شمالی اتحاد کے مفسدوں اور باغیوں کو افغانستان کی نمائندگی دی ہے طالبان کا صرف ایک ہی قصور ہے کہ انہوں نے یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک کے کفار و مشرکین سے امداد کی بھیک نہیں مانگی اور اللہ کی نصرت پر یقین کامل کر کے اپنے محدود وسائل سے دنیا کے نقشے پر ایک مثالی اسلامی ریاست قائم کر دی۔

انہوں نے کہا کہ امریکی انتخابات کے نتائج نے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے نام نہاد دعویدار کا بھانڈہ پھوڑ دیا ہے۔ مسلمانوں کیلئے بش اور الگور برابر ہیں قرآن کریم کا یہی حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ ایمان والوں کے خیر خواہ نہیں۔ ان سے دوستی مت لگاؤ۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کی برکت سے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے والے یہودی اور عیسائی اب آپس میں لڑیں گے۔

اب جنگ یہودیوں اور عیسائیوں میں ہو گی۔ امریکہ کی تباہی نوشتۂ دیوار ہے۔ اس کی بدمعاشی اور غنڈہ گردی اب زیادہ دیر نہیں چل سکے گی۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان میں خانہ جنگی کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں حکومت انہیں ناجائز مراعات دے رہی ہے قادیانی جہاد کے منکر ہیں انہیں فوج سے نکالا جائے۔

انہوں نے دینی اجتماعات پر حکومت کی تازہ پابندیوں کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دینی قوتیں ہی پاکستان کی اصل طاقت ہیں دینی جماعتیں شکست خوردہ سیاست دانوں کی طرح خاموش نہیں رہیں گی ہم پاکستان میں نفاذِ اسلام اور حکومت الٰہیہ کے قیام کیلئے ہر قربانی دیں گے۔

اسلامی ممالک افغانستان کے مظلوم عوام اور درویش طالبان کی غیر مشروط حمایت اور مدد کا اعلان کریں

افغانستان پر جنگ مسلط کی گئی تو پھر یہ ایک خطہ میں محدود نہیں رہے گی ❂ امریکہ و روس کے عزائم خاک میں ملا دیے جائیں گے۔

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطا المہیمن بخاری کا ایک اجتماع احرار سے خطاب

بیٹ میر ہزار (ڈاکٹر عبد الحمید) افغانستان کے خلاف روس اور امریکہ کا اتحاد عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اسلامی ممالک افغانستان کے مظلوم عوام اور درویش طالبان کی غیر مشروط حمایت اور مدد کا اعلان کریں۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے ایک ... سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ روسیوں کے بیٹ میں شمالی اتحاد کی پے در پے شکست پر مروڑ اٹھ رہے ہیں اور امریکیوں کی نیندیں شیخ اسامہ بن لادن کے تصور نے حرام کر دی ہیں۔ دونوں کفریہ طاقتیں اسلامی افغانستان کو دہشت گرد قرار دے کر مشترکہ حملہ کی سازشیں کر رہی ہیں۔ افغانستان میں امارت شرعیہ کے قیام سے امریکہ و روس لرزہ براندام ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ کفر اور طاغوت اسلام کے خلاف متحد ہو چکا ہے۔ امارت اسلامی افغانستان کا تحفظ و استحکام اسلامی ممالک کی شرعی ذمہ داری ہے۔ قائد احرار نے کہا کہ امریکہ و روس جان لیں کہ سابقہ اور موجودہ افغانستان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب اگر کسی نے حملہ کیا تو منہ کی کھائے گا۔ افغانستان پر جنگ مسلط کی گئی تو پھر یہ ایک خطہ میں محدود نہیں رہے گی۔ پھر یہ جنگ جارح اور ظالم کی سرزمین پر بھی لڑی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ و روس کے توسیع پسندانہ عزائم خاک میں ملا دیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ شمالی اتحاد کی طرف سے اقوام متحدہ کے دفتر پر حملہ اور لوٹ مار کے باوجود اقوام متحدہ کی خاموشی، روس کی طرف سے شمالی اتحاد کو بھاری اسلحہ کی ترسیل و امداد اور امریکہ کی طرف سے افغانستان پر حملے کی دھمکیاں کھلی دھاندلی، بدمعاشی اور غنڈہ گردی ہے۔ انسانی حقوق کے نام نہاد ٹھیکیدار واضح جانبداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ شیخ عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ سلطان نے امریکہ کو اسرائیل کی حمایت اور فلسطینیوں پر مظالم کے سلسلے میں انتہائی اقدام کی جو دھمکی دی ہے وہ باد بہاری کا خوشگوار جھونکا ہے۔ ادھر جنرل مشرف نے اسامہ بن لادن پر دہشت گردی کے الزام کے حوالہ سے جرأت مندانہ موقف اختیار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک عالم کفر کے خلاف متحد ہو جائیں تو امریکہ و روس کی جارحیت بدمعاشی اور عالمی غنڈہ گردی جلد ختم ہو جائے گی۔

- امریکا، اسرائیل کی کھلی جارحیت اور علانیہ دہشت گردی کے باوجود اس کی پشت پناہی کر رہا ہے
- امریکی سامراج اور اس کے حمایتی ممالک پوری دنیا میں مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں
- امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا تو پھر پوری دنیا میں امریکی مفادات اور خود امریکی عدم تحفظ کا شکار ہوں گے
- امارت اسلامیہ افغانستان اس وقت پورے عالم اسلام کی آبرو ہے ملا محمد عمر مجاہد کا وجود اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مظہر ہے

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کا خطاب

سوہدرہ (مراسلہ نگار) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ امریکہ، اسامہ بن لادن کی گرفتاری کی آڑ میں حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہا

ہے۔ وہ افغانستان پر حملے کی تیاریاں کر رہا ہے اور پاکستان کی فضائی حدود یا زمینی اڈے استعمال کرنے کیلئے شدید دباؤ ڈال رہا ہے۔ موجودہ حکومت کی طرف سے پاکستانی حدود کے استعمال کے حوالے سے جو موقف اختیار کیا گیا ہے وہ انتہائی کمزور ہے۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری گزشتہ ہفتے مدرسہ قاسم العلوم میں ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ملا محمد عمر مجاہد کا وجود اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مظہر ہے انہیں کچھ ہوا یا امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا تو پھر دنیا بھر میں امریکی مفادات اور خود امریکی عدم تحفظ کا شکار ہوں گے امارت اسلامیہ افغانستان اس وقت پورے عالم اسلام کی آبرو ہے اس پر حرف آیا تو امریکا کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جائے گا اسلامی ممالک امریکی جارحیت کو اب مزید برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی سامراج اور اس کے حمایتی ممالک پوری دنیا میں مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ یہودیوں نے صرف ایک مہینے میں سیکڑوں فلسطینی مسلمانوں کو قتل کر دیا ہے اور امریکہ اسرائیل کی کھلی جارحیت اور علانیہ سفاکی و دہشت گردی کے باوجود اس کی پشت پناہی کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ جہاد ہی ان مظالم سے نجات کا واحد راستہ ہے۔ اب پوری دنیا میں جہاد کی سنت کو زندہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اسلامی حکومت کے قیام کے لئے بیس لاکھ مسلمانوں کی قربانی پیش کرنے والی افغان قوم کو شکست نہیں دی جا سکتی۔ طالبان کے حوصلے بلند، عزائم جواں اور جیوش راہ حق میں آج بھی رواں دواں ہیں۔ شیخ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ امارت اسلامی افغانستان پر حملہ ہوا تو پاکستان کی دینی جماعتیں طالبان کی حمایت اور مدد میں انتہائی قدم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کریں گی۔

چیچا وطنی ۱۱، اکتوبر سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی صدر حضرت مولانا محمد اعظم طارق مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی سپاہ صحابہ ضلع ساہیوال کے صدر سید انعام اللہ شاہ بخاری گذشتہ روز سپاہ صحابہ چیچا وطنی کے زیر اہتمام پیر جی عبدالعلیم شہید کی یاد میں منعقدہ جلسہ میں تشریف لاتے تو اس موقع پر دفتر مجلس احرار اسلام چیچا وطنی بھی تشریف لائے اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے راہنما قاری محمد قاسم مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری قاری زاہد اقبال جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالباقی۔ حافظ حبیب اللہ چیمہ۔ سپاہ صحابہ چیچہ وطنی کے صدر انتظار احمد کے علاوہ مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء اسلام، سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور دارالعلوم ختم نبوت چیچا وطنی کے طلباء نے مولانا محمد اعظم طارق، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور سپاہ صحابہ کے دیگر قائدین کا استقبال کیا اس موقع پر مولانا محمد اعظم طارق نے مجلس احرار اسلام کی دینی و سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور تحریک ختم نبوت میں حضرت امیر شریعت اور ان کے صاحبزادگان کے غیر متزلزل کردار کو سراہا۔ آخر میں مولانا محمد اعظم طارق نے دعا فرمائی۔

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری رحمہ اللہ
قیمت:-/100 روپے

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
تالیف: مولانا محمد سعید الرحمن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مولانا عبدالرحمن باوا

برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن نے پاکستانی پاسپورٹ کے درخواست فارم سے قادیانیت سے متعلق حلف نامہ کی شق حذف کر دی

لندن (پ ر) لندن میں پاکستانی ہائی کمیشن کے کونسلر ڈویژن نے پاکستانی پاسپورٹ کے درخواست فارم میں عرصہ دراز سے موجود حلف نامہ کی شق حذف کر دی۔ عالمی مبلغ ختم نبوت اور ختم نبوت اکیڈمی کے ڈائریکٹر مولانا عبدالرحمن باوا کے مطابق فارم میں یہ تبدیلی گذشتہ چار پانچ سالوں کے درمیان ہوئی۔ انہوں نے اس تبدیلی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے پاکستانی ہائی کمیشن کے کونسلر ڈویژن میں فرسٹ سیکریٹری جناب عبدالروف راجہ سے ملاقات کی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ مولانا عبدالرحمن باوا نے اس تبدیلی کے سلسلے میں اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس تبدیلی کا علم مجھے اس وقت ہوا جب تبدیل شدہ پاسپورٹ فارم کا موازنہ چار پانچ سال پہلے کے پاسپورٹ فارم سے کیا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ ایک مبینہ سازش کے تحت قادیانیوں کو رعایت دینے کے لئے پاسپورٹ فارم سے حلف نامہ کی تیسری شق جو اپنی جگہ ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل تھی وہ حذف کر دی گئی۔ اس شق کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے اس شق کے ذریعہ مسلمانوں سے اس بات کا حلف لیا جاتا ہے کہ ”میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک جھوٹا نبی سمجھتا ہوں اور ان کے پیروکار چاہے اس کا تعلق لاہوری گروپ سے ہو یا قادیانی گروپ سے غیر مسلم سمجھتا ہوں“ انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان تو اس حلف نامہ پر بغیر ہچکچاہٹ کے فوراً دستخط کر دیتا ہے لیکن قادیانی جو کہ اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے ایسا حلف نامہ دستخط کرنے سے مانع ہے۔ اب اگر قادیانی پاسپورٹ فارم میں مذہب کے خانہ میں مسلمان ظاہر کر کے حلف نامہ پر دستخط کرتے ہیں تو گویا مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دستخط کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم لکھنا یہ ان کے لئے گوارا نہیں۔ اس لئے انہوں نے مبینہ سازش کے ذریعہ پاسپورٹ فارم سے تیسری شق حذف کرانے کا کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا اگرچہ پہلی دو شقیں اپنی جگہ برقرار ہیں لیکن تیسری شق کے بغیر موثر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور ۸۴ء میں قادیانی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بعض سرکاری محکموں میں زیر استعمال درخواستوں کے فارم میں جب ترمیم و اضافہ کیا گیا تو اس وقت پاسپورٹ فارم میں مذہب کا خانہ اور مذکورہ تین شقوں پر مشتمل یہ حلف نامہ بھی شامل کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس تیسری شق کا خاتمہ ۷۴ء کی آئینی ترمیم کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب پاکستان اور پوری دنیا میں پاکستان کے تمام سفارتی مشنوں میں ایک ہی قسم کا پاسپورٹ فارم دستیاب ہے تو لندن کا پاکستانی ہائی کمیشن ایک مختلف فارم کیوں طبع کراتا ہے۔ اور کیا پاکستانی ہائی کمیشن متعلقہ محکمہ کی اجازت

کے بغیر کسی قسم کا بھی فارم اپنی مرضی سے ترمیم واضافہ کر کے طبع کرانے کا مجاز ہے؟ انہوں نے حکومت پاکستان سے تبدیل کئے گئے پاسپورٹ فارم کو تلف کرنے اور نیا فارم جس میں تیسری شق شامل کر کے دوبارہ طبع کرانے اور فارم تبدیل کرنے والا فرد کا کھوج لگا کر اس کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا........

لندن (رپورٹ) پاکستان میں ۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور ۸۴ء میں امتناع قادیانی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد حکومت پاکستان کو بعض قوانین میں تبدیلیاں کرنی پڑیں اور بعض سرکاری محکموں میں اپنے یہاں درخواستوں کے فارم میں ترمیم و اضافہ کرنا پڑا جس میں انتخابی فہرست میں نام درج کرانے کا فارم شناختی کارڈ فارم، پاسپورٹ فارم وغیرہ وغیرہ....... پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کا اضافہ ہوا اور تین شقوں پر مشتمل ایک حلف نامہ شامل کیا گیا..... پاکستان اور دیگر ملکوں میں تمام پاکستانی سفارتی مشنوں میں یہی فارم دستیاب ہے لیکن لندن میں پاکستانی ہائی کمیشن میں پاسپورٹ کے جو فارم دیئے جارہے ہیں ان میں حلف نامہ کی تیسری شق جو کہ اپنی جگہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے وہ حذف کر دی گئی ہے۔ یہ تبدیلی چار پانچ سالوں کے درمیان ہوئی ہے۔ اس تبدیلی کا پتہ اس وقت چلا جب اتفاقاً پاسپورٹ کے پرانے اور نئے فارم بیک وقت اکٹھے ہاتھ لگ گئے اور پھر دونوں کا موازنہ کیا گیا تو حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ موجودہ فارم میں حلف نامہ کی تیسری شق موجود نہیں ہے۔ دراصل اس پورے حلف نامہ کا تعلق مسلمانوں سے ہے اور انہوں نے ہی پر کر کے دستخط کرنے ہیں۔ قادیانی اور کسی غیر مسلم سے اس کا تعلق ہے ہی نہیں۔ جو تیسری شق حذف کر دی گئی ہے اس کے تحت پاکستانی پاسپورٹ کے حصول کے لیے درخواست دہندہ سے اس بات کا حلف لیا جاتا ہے کہ "میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک جھوٹا نبی سمجھتا ہوں اور ان کے پیروکار چاہے ان کا تعلق لاہوری گروپ سے ہو یا قادیانی گروپ سے غیر مسلم سمجھتا ہوں" حلف نامہ کی جو پہلی دو شقیں اپنی جگہ برقرار ہیں۔ لیکن تیسری شق کے بغیر اتنی مؤثر نہیں۔ پہلی دو شقوں میں جو حلف لیا جاتا ہے اس کے مطابق کہ "میں مسلمان ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ کہ کسی ایسے شخص کا پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی مفہوم میں یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو۔ اور نہ ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہوں" اسی قسم کا حلف نامہ شناختی کارڈ کے فارم اور دیگر فارموں میں موجود ہے اب سوال یہ ہے کہ لندن میں پاکستانی ہائی کمیشن نے پاسپورٹ فارم میں جو تبدیلیاں کی ہیں، کیا وہ مطلقہ اتھارٹی کے بغیر اجازت ایسا کرنے کے مجاز ہیں پھر یہ کہ تیسری شق کو حذف کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس سے فائدہ کس کو پہنچا۔ کیا اس کے ذریعہ قادیانیوں کو رعایت دینا مقصود تو نہیں۔ کیوں کہ اس شق کے برقرار رکھنے کی صورت میں قادیانیوں کو پاسپورٹ فارم پر کرنا بہت بھاری پڑ رہا ہے۔ قادیانی جو کہ اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم نہیں کرتے اب اگر مسلمان ظاہر کرتے ہیں تو حلف نامہ پر دستخط کرنا لازمی ٹھہرتا ہے۔ اور دستخط کرتے ہیں تو گویا مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر دستخط کرتے ہیں اور

مذہب کے خانہ میں قادیانی یا احمدی لکھ کر دستخط کرتے ہیں تو گویا انہوں نے اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم کر لیا جو ان کے لئے قابل قبول نہیں۔ اس لئے قادیانیوں نے مبینہ گہری سازش کے ذریعہ پاسپورٹ فارم سے حلف نامہ کی تیسری شق کو حذف کرانے کا کردار ادا کیا۔ اور حیرت اس بات سے کہ کسی ذمہ دار شخص نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔

اب پاکستان کی موجودہ فوجی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس واقعہ کا نوٹس لے اور کھوج لگائے کہ یہ سارا کارنامہ کس نے سرانجام دیا؟ اور ان لوگوں نے جنہوں نے یہ کردار ادا کیا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے اس کے علاوہ موجودہ تمام پاسپورٹ فارم کو تلف کر کے از سر نو فارم چھپوائے جائیں جس میں حلف نامہ کی تیسری شق شامل ہو........

یہاں پاسپورٹ فارم کے حلف نامہ کی مذکورہ تیسری شق شامل شدہ سابقہ فارم کا وہ حصہ اور موجودہ فارم کا وہ مقام جہاں حلف نامہ کی تیسری شق کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ اس کی اصل فوٹو پیش کر رہے ہیں۔

DECLARATION IN CASE OF MUSLIM

I ____________ S/O,W/O,D/O ____________ Age ______

years, adult Muslim resident of ____________

declare that:-

a) I am a Muslim and believe in the absolute and unqualified finality of the prophethood of Muhammad (Peace be upon him) the last of the prophets.

b) I do not recognize any person who claims to be a prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after Muhammad (Peace be upon him) or recognize such a claimant as a prophet or a religious reformer as a Muslim.

c) I consider Mirza Ghulam Ahmad Quadiani to be an imposter and also consider his follower whether being Lahori or Quadiani group, to be non-Muslims.

= سابقہ فارم جس میں تیسری شق (c) موجود ہے =

DECLARATION OF A MUSLIM

I, ____________ S/O/, W/O, D/O ____________ Age ______ years,

adult Muslim resident of

declare that:-

a) I am a Muslim and believe in the absolute and unqualified finality of the prophethood of Muhammad (peace be upon him) the last of the prophets.

b) I do not recognise any person who claims to be a prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after Muhammad (peace be upon him) or recognise such a claimant as a prophet or religious reformer as a Muslim.

اس حلف نامہ سے تیسری شق (c) حذف کردی گئی

Signature of the Applicant ____________

ترحیم ادارہ

مسافران آخرت

محترم حکیم محمد صدیق تارڑ رحمۃ اللہ علیہ:

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن محترم حکیم محمد صدیق تارڑ ۱۵۔ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۰۰ء بروز اتوار طویل علالت کے بعد مرید کے میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم مجلس احرار اسلام کے بزرگ ترین کارکنوں میں شمار ہوتے تھے۔ انہیں حضرت امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکر احرار چودھری افضل حق اور دیگر اکابر احرار کی رفاقت کا شرف حاصل تھا۔ مجلس احرار اسلام سے ان کی وابستگی ۶۵ سال پر محیط ہے۔ تحریک آزادی اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے تمام ادوار میں اُن کا جرأت مندانہ کردار اور ایثار تاریخ کا زریں باب ہے۔ اُن کی نمازِ جنازہ امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی اور جماعت کا پرچم لپیٹ کر سپردِ خاک کیا گیا۔ لاہور سے اُن کے دیرینہ رفیق اور جماعت کے مرکزی نائب صدر محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب، محترم میاں محمد اویس صاحب اور دیگر احرار کارکن حضرت پیرجی مدظلہ کے ہمراہ نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی خدمات قبول فرمائے اور انہیں جوارِ رحمت جگہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

مولانا محمد لقمان علی پوریؒ:

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد لقمان علی پوری ۱۶ نومبر کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ مرحوم کو اپنی تبلیغی زندگی کے آغاز میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہم اللہ کی صحبت اور رفاقت میسر آئی۔ جمعیت علماء اسلام کے سٹیج سے ان کی دینی و تبلیغی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی: جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ اور ممتاز مناظر مولانا محمد امین صفدر گزشتہ ماہ اچانک انتقال کر گئے۔

محترم شیخ حافظ بشیر احمد مرحوم: حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (کبیر والا) کے بھائی اور شیخ خلیل احمد اور ڈاکٹر جہانگیر صاحب کے والد انتقال کر گئے۔

- محترم چودھری نورالدین صاحب (رکن مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان) کی خوشدامن مرحومہ
- محترم غلام حسین احرار (صدر مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان) کے ماموں حاجی خدا بخش مرحوم
- مولانا شبیر احمد سعید (مہتمم مدرسہ امیر معاویہ بلال مسجد جلال پور پیروالا) کی اہلیہ مرحومہ
- سارہ ایجوکیشن سنٹر جلال پور پیروالا کی پرنسپل صاحبہ کی خالہ مرحومہ

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک کی رحمت بھری ساعتوں میں ان تمام مرحومین اور پوری امت کے مرحومین کے لئے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

اراکینِ ادارہ دعاء مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان کے غم میں شریک ہیں۔

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

مدرسہ ختمِ نبوت ، مسجد احرار چناب نگر میں

فری آئی کیمپ

- چناب نگر کے غریب مسلمانوں کی خدمت کے لئے 9، 10، نومبر 2000، جمعرات، جمعہ امراض چشم کے مفت علاج کا اہتمام کیا گیا۔
- امیر احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے سرپرستی فرمائی۔
- محترم ملک محمد یوسف صاحب (لاہور) نے ادویات بہم پہنچائیں
- محترم ڈاکٹر اخلاق احمد صاحب (ماہر امراض چشم الائیڈ ہسپتال فیصل آباد) نے اپنے عملے سمیت قیمتی وقت نکال کر دو دن اس کار خیر کیلئے وقف فرمائے۔ انہوں نے ایک سو پچاس (150) مریضوں کو دیکھا اور ان کو ادویات دیں۔ بارہ مریضوں کے آپریشن کئے انتہائی سستے داموں ''لیزر'' فراہم کرائے۔ انہوں نے اور ان کے عملہ نے خوب خدمت کی (جزاکم اللہ)
- مریضوں اور ان کے لواحقین کے قیام و طعام کا انتظام مجلس احرار اسلام نے کیا مدرسہ ختم نبوت کے اساتذہ و طلباء اور خدام نے مریضوں کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انتظامات کو مثالی بنایا۔

دعاء صحت

مولانا ضیاء القاسمی چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان امراض گردہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ تمام عقیدت مندوں اور اہل اسلام سے اپیل ہے کہ مولانا ضیاء القاسمی کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطاء فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

زاہد محمود قاسمی، خالد محمود قاسمی، طاہر محمود قاسمی، محمد عثمان فاروقی

مسجد احرار چناب نگر میں قرآت کی روحانی مجلس

14، شعبان مطابق 11 نومبر بروز ہفتہ مسجد احرار چناب نگر میں چوتھی سالانہ مجلس قرأت کا اہتمام ہوا۔ امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی سرپرستی میں روحانی مجلس بعد نماز عشاء شروع ہوئی۔

حضرت قاری محمد یعقوب نقشبندی، محترم قاری محمد ادریس آصف، محترم قاری ڈاکٹر ریاض احمد سعید، محترم قاری کریم بخش، محترم قاری محیب الرحمن، محترم قاری محمد طاہر اور دیگر قراء نے شب بھر تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ قرآن مجید کی تاثیر سے چناب نگر کی تارکیاں چھٹ رہی تھیں اور نور پھیل رہا تھا حتیٰ کہ سحر نمودار ہوگئی۔

حضرت پیر جی قاری سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے چند آیات کی تلاوت فرمائی اور رقت انگیز دعاؤں کے ساتھ اس مجلس کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

ماہنامہ مجلس ذکر و روحانی اجتماع ملتان

25، جنوری 2001ء بروز جمعرات مجلس ذکر

بعد نماز عشاء دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بعد از ذکر امیر احرار حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم اصلاحی تربیتی بیان بھی فرمائیں گے۔ احباب و متعلقین نمازِ مغرب تک پہنچ جائیں

المعلن: ناظم مدرسہ معمورہ ملتان (فون: 061-511961)

تحفظ دینی مدارس (دوسری خصوصی اشاعت)

ماہنامہ "**القاسم**" کی پہلی خصوصی اشاعت بے حد مقبول ہوئی تو اس موضوع پر دوسری خصوصی اشاعت بھی منظر عام پر آگئی، لکھنے والوں میں، حضرت مولانا سلیم اللہ خان، مولانا عاشق الٰہی مدینہ منورہ، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا عتیق الرحمان سنبھلی، شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام، قاضی سجاد حسین مولانا مجاہد الحسینی کی وقیع تحریروں کے علاوہ مولانا عبدالقیوم حقانی کی ادارتی تحریر اور تاریخی شذرے شریک اشاعت ہیں۔ 15/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر خصوصی اشاعت مفت طلب کریں، اور 150 روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر سالانہ خریدار بنئے اور آئندہ خصوصی اشاعت "**مفتی کفایت اللہ نمبر**" بھی مفت حاصل کیجیے۔

ملنے کا پتہ :---- جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

ملکی اور عالمی سطح پر تشہیری مواد فراہم کرنے والا واحد ادارہ

صحابہ کرام کے علوم و افکار، اسلامی، تاریخی، ادبی، علمی اور مدارس عربیہ کی کتب کا مثالی مرکز

جمعیۃ علماءِ اسلام، جمعیۃ طلباءِ اسلام، جمعیۃ المجاہدین، طالبان، حرکتُ المجاہدین، ختمِ نبوت
حرکتُ الجہادُ الاسلامی، تحریکِ خدامِ اہلسنت والجماعت، جمعیۃ اشاعتُ التوحید والسنۃ

کے سٹکر ○ بیجز ○ فینسی کی چین ○ بٹوہ ○ ٹیلی فون انڈکس ○ کاپی و کتاب کور
ٹوپی ○ لیٹر پیڈ ○ ربن بیج ○ پاکٹ لیبل ○ تسبیح ○ مفلر ○ تعارفی کیلنڈر ○ عید کارڈ
نیز تمام علماء کی تقاریر، تلاوت، نعت اور جہادی و جماعتی کیسٹوں کا مرکز

نئے سال کے اسلامی کیلنڈر، پاکٹ کیلنڈر اور اسلامی ڈائری تیار ہے!

جمعیۃ علماء اسلام کا بینرز ، پرچم ، دستار ، سہرا

تمام تنظیموں اور مدارس عربیہ کے اشتہارات، اسناد، رسید بکس اور دیگر تشہیری مواد بارعایت پرنٹ کروائیں

خط و کتابت کے لئے
مکتبۃ الجمیعۃ امین بازار سرگودھا
فون: 0451-722674

ادارہ مکتبۃ الجمیعۃ کی طبع شدہ تمام اشیاء کے جملہ حقوق محفوظ ہیں نقل کرنے کی صورت میں سرگودھا عدالت میں قانونی کارروائی کی جائے گی۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ)
مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام

جنت میں گھر بنائیے!

مرکزی مسجد عثمانیہ

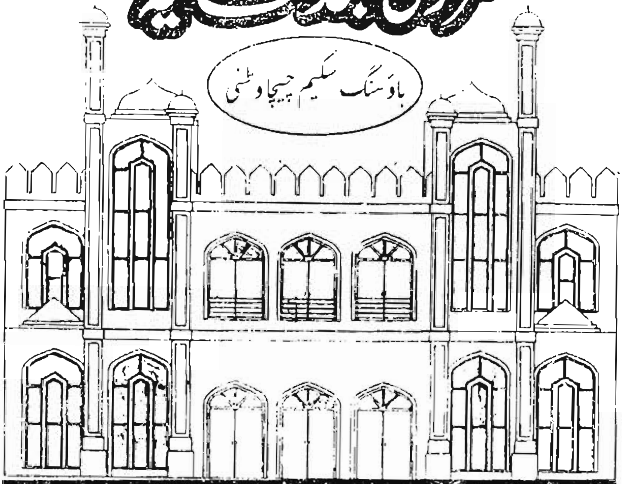

آرکیٹیکٹ: محمد عمران محبوب فیصل آباد 754274

مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی کی تعمیر جاری ہے نقد یا سامان کی صورت میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اللہ سے اجر پائیں

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی **فون نمبر:** 0445 - 611657

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2324-9 نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچاوطنی

اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی

منجانب انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) فون نمبر 0445 - 610955
ای بلاک نوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

اپیل: وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم تیس مدارس، قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اخراجات کا تخمینہ تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ ہے۔ جس میں طلباء کی رہائش، وظائف اور دیگر ضروریات، طعام، علاج، شامل ہیں۔ تعمیرات اور توسیع کے اخراجات علاوہ ہیں۔ اکثر مدارس کا خرچ وفاق کے ذمہ ہے جبکہ بعض مدارس اپنا خرچ خود پورا کرتے ہیں۔

اہل خیر سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات عنایت فرما کر اللہ سے اجر پائیں۔

- مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ فون 211523۔04524
- بخاری پبلک سکول۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ
- مدرسہ عربیہ محمودیہ بیت القرآن، چاہ کیکر والا موضع محبت پور
- احرار مرکز، مدنی مسجد، بخاری ٹاؤن۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ، ضلع جھنگ (زیر تعمیر)
- مدرسہ معمورہ، جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511961
- مدرسہ معمورہ، مسجد نور۔ تغلق روڈ ملتان
- مدرسہ محمودیہ، مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- مدرسہ معمورہ۔ 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور فون 042-5865465
- دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچاوطنی فون 0445-611657
- دار العلوم ختم نبوت (احرار ختم نبوت سنٹر) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی، فون 0445-610955
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ، جامع مسجد گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی فون 0693-690013
- مدرسہ و مسجد ختم نبوت، نواں چوک، گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک P - 14 خان پور
- مدرسہ ختم نبوت، چک نمبر 88/WB گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ختم نبوت چک 76 بھگوان پورہ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ، تعلیم القرآن۔ چک نمبر 158 الف 10.R جہانیاں ضلع خانیوال (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن رحیمیہ احرار اسلام بستی گوڑی (ضلع بہاولپور)
- مدرسہ احرار اسلام۔ مصطفیٰ آباد، کرم پور۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ابوبکر صدیق، جامع مسجد ابوبکر صدیق، تلہ گنگ، ضلع چکوال فون 412201 - 05776
- جامعہ بستان عائشہ رض (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356
- مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ۔
- مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن نزد چونگی 8 لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی (زیر تعمیر)
- مدرسہ و مسجد معاویہ۔ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مدرسہ ختم نبوت، چشتیاں، (ضلع بہاولنگر) (زیر تعمیر) مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی (زیر تعمیر)
- مدرسہ احرار اسلام، چاہ چڑھوئے والا، کلروالی، ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ، مسجد معاویہ، بستی مہر پور۔ ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ، الیاس کالونی، صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خان
- مدرسہ معمورہ۔ مسجد طوبیٰ، 17 کسی۔ وہاڑی روڈ ملتان
- جامعہ معاذ رض بدھلہ روڈ، ملتان (زیر تعمیر)
- مدرسہ احرار اسلام بستی میرک ضلع رحیم یار خان (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن مکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان
- مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد شبلی غربی (ضلع بہاولنگر)

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر: **ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری**

- مدیر وفاق المدارس الاحرار
- امیر مجلس احرار اسلام پاکستان - دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک: ڈرافٹ / چیک بنام مدرسہ معمورہ ملتان، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

(ازراہ کرم چیک بھیجتے وقت بینک کا خرچ اس میں شامل فرمادیں)